یہ اخبار ہفتہ وار ہر دوشنبہ کے دن روز بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

شرح قیمت اخبار مع محصول ڈاک

	سالانہ	ششماہی
خریداران ممالک بیرون سے	دس شلنگ	چھ شلنگ
عام سے	چھ روپے	تین روپیہ

طلبا اور کم استطاعت اصحاب سے بشرط تصدیق چار روپے ... اڑائی روپیہ

بغیر پیشگی سالانہ یا ششماہی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا۔

نمونے کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر مفت روانہ کیا جائیگا

شرح اجرت اشتہارات و مضامین مفیدہ

تجارتی اشتہارات کی اجرت بذریعہ خط و کتابت فیصل ہوگی۔

مضامین مفید عام اور خبرین مفت درج کی جائینگی ؛؛

ترسیل زر

ہر قسم کی ترسیل زر سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیئے۔ روپیہ منی آرڈر یا رجسٹری خط کے ذریعہ بھیجنا چاہیئے۔ ورنہ مطبع ذمہ وار نہ ہوگا۔

THE VAKIL AMRITSAR

جلد ۶ | امرتسر ۱۲ صفر ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۱ جون ۱۹۰۰ء یوم دوشنبہ | نمبر ۱۱

وکیل

امرتسر مطبوعہ ۱۲ صفر ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۱ جون ۱۹۰۰ء یوم دوشنبہ جلد ۶ نمبر ۱۱

سلطان مراکو نے اپنے ایک اعلے افسر سید احمد مدینہ کو چار افسران توپخانہ کی ہمراہ براہ اٹلی جرمنی کے کارخانہ سے پانچ یا چھ کوہی توپین لانے اور انکے استعمال کا ڈھب سیکھنے کے لئے بھیجا ہے۔ اٹلی کا سفیر پانچ مہینون سے مراکش مین مقیم ہے۔ اب ہسپانیہ کا سفیر بھی طنجہ سے مراکش گیا ہے۔ کل سفرا و نیز طنجہ مین رہتے ہین۔ جہان سلطنت کا نائب وزیر خارجیہ بھی مقیم رہتا ہے۔ سفرا سلطان کے پاس گاہ گاہ کوئی اہم معاملہ ہو تو فاس یا مراکش جاتے ہین۔ مراکو مین اجنبی رعایا کو مراکش رعایا مین سے بھی تعداد مقررہ تک اپنی حمایت مین لینے کا اختیار حاصل ہے جس سے عموماً سلطنت کو مشکلات پیش آتی رہتی ہین۔ سلطان عبد العزیز نے سفرا دول کو اس قاعدہ کی منسوخی کے لئے تحریک کی۔ مگر جواب ملا کہ جبتک حکومت کا انتظام عمدہ نہو جائے۔ یہہ قاعدہ منسوخ نہیں ہو سکتا۔ اس سے اجنبی تجار کے اغراض کو نقصان پہونچنے کا قوی احتمال ہے۔ اس مسئلہ پر تاریخ مراکو مین مفصل بحث کیگئی ہے۔ سلطان نے توات والقلی کے قبایل کو تاکید کر بھیجی تھی کہ وہ فرنچ قوم کا مطلق مقابلہ نکرین۔ ادہر قاضی مراکش سید عربی المینعی کو اس معاملہ پر گفتگو کرنیکے لئے فرنچ سفیر کے پاس طنجہ بھیجا جسنے جواب دیا کہ ان علاقون سے مراکو کا کچھہ تعلق ہی نہیں ہے۔ یہ معاملہ طول کھینچتا نظر آتا ہے۔ خبر ہے کہ فرانس نے دو جنگی جہاز اپنی رعایا کی حفاظت کے بہانہ سے طنجہ بھیجے ہیں۔ جسپر انگلستان نے بھی چند اور جہاز ادہر بھیجدئے ہیں۔ قبایل قحط سے تنگ آکر اضلاع محققہ مین ہجرت کر رہی ہیں۔ الہای سوس بھی باغی ہو گئی ہیں۔ احمد بن موسی وزیر اعظم کی وفات کی خبر قطعاً غلط ہے۔ البتہ وہ بیمار بدستور ہے۔

ندیویہ کمپنی کی جہاز شیبانی کے جو جزیرہ نما سینا کے قریب غرق ہوا۔ تین سو تاتاری۔ ایرانی۔ عثمانی شامی اور مصری اور چند انگریز مسافر سوار تھے۔ ان سبکو تین دن بے آب و دانہ رہنا پڑا۔ مسٹر ولفرڈ بلنٹ بھی جہاز پر سوار تھے۔ اونکا بیان ہے۔ کہ جو مردانہ استقلال اور صبر تحمل ان مسلمان حاجیون نے کہ اونکی عورتون اور بچون تک نے اس کرب عظیم اور سخت مایوسی کے موقعہ پر دکھایا۔ وہ اونہی کا حصہ تھا۔ اہل یورپ کیطرح غم غلط کرنیکے لئے مصنوعی زندہ دلی اور اشاشت کا نام نہ تھا۔ نہ بزدلون کی طرح آہ و زاری کی جنکا خاصہ ہے کہ مصیبت کے وقت تو خدا کے سامنے گڑگڑاتے ہیں۔ اور اسکے دور ہو جانے پر پھر شتر بے مہار ہو جاتے ہین۔ وہ خداوند کریم سے نجات کی التجا کرتے رہے۔ مگر مردون کیطرح۔ +

جرمنی آجتے تین پتین سس ہشیر کے متعدد ریاستون مین منقسم اور دول یورپ مین بالکل بیوقعت ملک سمجھا جاتا تھا۔ فتح فرانس کیوقت سے وہ عظیم ترین بری و صنعتی طاقت سمجھی جا رہی ہے۔ اس ترقی و انقلاب عظیم کا اولین سبب اشاعت علوم و فنون مفیدہ کے انتظام کی عمدگی ہے۔ پرنس بسمارک کہا کرتا تھا ہم فرانس پر محض مدرسہ کے معلم کی بدولت غالب آئے ہیں۔ جو اپنی طلبا مین سچی قومیت اور حمیت۔ شجاعت و جوانمردی کو کوٹ کوٹ کر بھر دینی کو اپنا اہم ترین فرض سمجھتا تھا۔ اس عمدہ نے متفرق اجزا کے اتحاد اور مستقبل عظمت کی بنیاد قایم کر دی چنانچہ آج تجارت۔ صنعت و حرفت۔ علم و فضل۔ آبادی کی ترقی۔ اقتدار کی وسعت۔ فوجی طاقت اور قومی زندگی کے لئے تمام ضروری اقسام کی تعلیم و ترتیب کے انتظام و اہتمام مین کوئی ملک دنیا مین اوسکی برابری نہین کر سکتا۔ آجسے چالیس برس پیشتر ایک جرمن اپنے ملک سے باہر نہین نکلتا تھا۔ اب بالاوسطہ دس لاکھ جرمن ممالک غیر کو ہر سال جاتے ہیں۔ اور انکی دل کیطرح دنیا کے مختلف حصون مین پھیل رہی ہیں۔ اکثر امرا کے لڑکے ممالک اجنبیہ کے کارخانون۔ اور تجارتی و صنعتی مدرسون مین جاکر اجنبی زبانون اور تجارت کے اسرار سے واقفیت پیدا کرنے کے علاوہ اکثر

گر صنعت و حرفت کے اڑا لاتے ہیں۔ جس کثرت کے ساتھہ اور سب طرح کمل تجارتی صنعتی اور زراعتی مدرسے جرمنی مین ہین کسی اور ملک مین نہین۔ صنعتی مدارس کے علاوہ صرف تجارتی مدرسے اوسمین ۳۹۵ ہین۔ جس مین ۳۱ ہزار طلبا تعلیم پاتے ہین۔ فرانس کچھہ کم مہذب اور تجارت پیشہ ملک نہین۔ لیکن اوسمین صرف ۱۱ مدرسے تجارتی ہین۔ جنکے طلبا کی تعداد تین ہزار سے متجاوز نہین۔ ۱۸۸۷ء مین ممالک مشرق کی زبانون کی تعلیم کا مدرسہ جاری کیا گیا۔ کہ جرمن باشندی ان بلاد سے تجارتی راہ و رسم قائم کرسکین۔ اب ایک مدرسہ استعماریہ قائم کیا گیا ہے۔ تاکہ ابنائے ملک کو دنیا کے غیر آباد یا نیم آباد حصص آباد کرنے۔ زمین سے تمتع اٹھانے اور مالی کاروبار کرنیکا ڈھب سکھایا جائے۔ یا تو اپنی اوزار و اسلحہ کی مدد سے جرمنی آج ہر ایک دوسری یورپین ملک کو شکست پر شکست دیکر چلا جاتا ہے۔ اور مدارس صناعی۔ زراعی و تجاریہ کے طفیل ہی یورپ آج ممتاز زمانہ ہو رہا ہے۔ اسکے مقابلہ پر ہم ہندوستانیون بالخصوص مسلمانون کے پاس ترقی کے کیا سامان ہین؟۔ محض صفر!!! +

حیدرآباد۔ دکن اور مقدمہ ملا عبدالقیوم صاحب

۲ رجون کو کمیشن کا چوتھا اجلاس ہوا۔ پیروکاران سرکار مین کارکنان سابق کے علاوہ مولوی احمد شریف وکیل ہائیکورٹ بطور مددگار شامل کئے گئے تھے کہ مقدمہ کو زیادہ عمدگی سے چلائین۔ اونہون نے کمال عرقریزی اور جانفشانی سے دو پرانے سرکلر اور دو نئی روبکارین الزامات کی تائید مین پیش کین مختصر انکا یہہ تھا۔ (۱) گاؤن کا تخلیہ تعداد مردم شماری اور اموات کے نسبت سے ہونا چاہئے۔ (۲) مرض کی اطلاع کا دینا اور اوسکی تشخیص کرنا ڈاکٹروں کے متعلق ہے۔ [ان دونون احکام کی تعمیل مین ملا صاحب اور اہالیان پلیگ مین جب اختلاف رائے ہوا تو سرکار سے ایک کمیشن مقرر ہوئی۔ جسکی رپورٹ پہونچنے پر نواب مدار المہام نے یہہ فیصلہ کیا] - (۳) جانبین کے حالات سے درگزر کیا گیا۔ اب دونون فریق ملکر باتفاق کارروائی کرین۔ (۴) ڈاکٹروں کی کارروائی کو خلاف قاعدہ دیکھکر ملا صاحب نے پلیگ کے کام سے علیحدگی اختیار کرلی] - (۴) دیہات متصلہ حدود انگریزی مین اگر بیماری ہو تو اسکی اطلاع علاقہ انگریزی مین بھی دینی چاہئے۔ اسپر مسٹر پیاری لال بیرسٹر و وکیل ملا صاحب نے کمیشن کو توجہ دلائی کہ نمبر (۱) و (۲) کا فیصلہ نمبر (۳) کے ذریعہ ہو چکا ہے۔ اور نمبر (۴) اوسوقت کا ہی جبکہ ملا صاحب پلیگ کا کام چھوڑ چکے تھے۔ رائے مرلیدہر صاحب ممبر کمیشن نے اس اعتراض کو سنکر کہا کہ کارروائی گئے فیصلہ شدہ سابقہ کا اعادہ کرنا بے سود اور محض بلا نتیجہ ہے۔ چنانچہ مسٹر منرا پیروکار نے بھی اسکو تسلیم کیا۔ اسکے بعد مولوی صاحب موصوف نے پھر بڑی سنجیدگی اور خوش بیانی کے ساتھہ منجانب پیروکار سرکار حسب ذیل استغاثہ پڑھکر سنایا۔

(۱) تشخیص مرض کا کام خاصکر ڈاکٹرون کے متعلق ہے اور اوس کے مطابق عملکرنا تعلقدار کا فرض۔

(۲) طاعونی بیمارونکے لئے سگریگیشن کیمپ وغیرہ کا تیار کرنا تعلقدار کا کام تھا جسکی تعمیل نہیں ہوئی۔

استغاثہ ختم ہونے پر رائے مرلیدہر صاحب نے کہا کہ یہہ احکام سوقت کے ہین جبکہ ملا صاحب پلیگ کا کام چھوڑ چکے اور سید اکبر عالم اونکی جگہہ اس کام پر مامور ہوئے تھے۔ نواب عماد جنگ پریزیڈنٹ نے کہا کہ وکیل سرکار پہلے اسبات کو قبول کرچکا ہے کہ یہہ امور فیصلہ شدہ سابق ہین اور بیان استغاثہ انہی اعتراضات پر مبنی ہے۔ پس مناسب ہوگا کہ وکیل سرکار استغاثہ کو بغرض ترمیم واپس لے۔ لالہ پیاری لال وکیل ملا صاحب نے کمیشن کو پھر توجہ دلائی کہ یہہ مقدمہ چھہ ماہ سے دائر ہے اور تین ماہ سے کمیشن کی سپرد ہے۔ اس عرصہ مین پیروکار سرکار برابر لیت لعل سے کام چلا رہا ہے ابتک اس امر کا تصفیہ نہین ہوا کہ دعوے کیا ہے اور اسکا ثبوت کسطرح پیش کرنا چاہئے۔ اس قسم کی رعایتین اہالی پلیگ کے ساتھہ کرنے سے نہ صرف کمیشن کا وقت ضائع ہوتا ہے بلکہ میرے موکل پر نہایت زیر باری متصور ہے۔ اوسکو ہرجہ دلایا جاوے۔ مگر کمیشن نے اسپر کچھہ توجہ نہین کی اور بآخر استغاثہ بمراد ترمیم واپس ہوکر حکم ہوا کہ ۴ جون کو پیش ہو۔ +

ناظرین اخبار نے وکیل مطبوعہ ۲۸ مئی مین پڑھ لیا ہوگا کہ مسٹر منرا وکیل نے تیسری پیشی پر سرکار کے مدعی ہونے کا کوئی ثبوت اس مقدمہ مین پیش نہین کیا تھا۔ کمیشن نے اوسکی قیاسی بیانات پر سرکار کو مدعی قرار دیا تھا۔ مگر بعد مین نواب مدار المہام کو اس امر کی اطلاع جب پرائیویٹ طور پر ہوئی تو انہون نے فرمایا کہ کمیشن کی یہہ کارروائی اوسکی اقتدار سے مافوق ہے۔ امید تھی کہ اسیارہ مین کوئی حکم کمیشن کے نام پیشگاہ مدار المہام سے اس امر کی تصدیق یا تکذیب کے متعلق صادر ہوگا۔ مگر بعض عہدہ دارونکو چونکہ ڈاکٹرون کی جنبہ داری منظور ہے اور اس باعث سے وہ ملا صاحب کی تکالیف کی پروا نہین کرتے۔ مدار المہام کے پیشگاہ سے حکم جاری نہین ہوا۔ اور جو بے پروائی کمیشن کیطرف سے بحیثیت مجموعی عمل مین آرہی ہے۔ اسکا باعث کچھہ تو یہہ ہے کہ اونکو بھی ڈاکٹروں کے طرفداری کا پاس خاطر ارکان مندرجہ سابق کے مدنظر ہے اور کچھہ اور مصلحتین بھی ہین۔ +

مسلم کمپنی دہلی کے متعلق

منشی عبدالرب صاحب حیدرآباد دکن سے ایک تحریر ارسال کرکے شکایت کرتے ہیں۔ کہ دو برس ہوئے۔ وہ محض مسلمانون مین تجارتی شوق کو ترقی دلانے اور اونکی ایک کمپنی کو تقویت دینے کی غرض سے اوسکے حصہ دار ہوئے۔ اور پانسو روپیہ کے حصص خرید کئے۔ مگر کچھہ عرصہ بعد ہی منتظمان کمپنی کی لاپروائی بد انتظامی اور غلط اندراجات کی شکایت شروع ہوگئی۔ پہلے سال تو خیر پھر بھی متواتر خطوط اور آخر تار بھیجنے پر کمپنی سے ششماہی کا منافع اور الٹا سیدھا جواب موصول ہوگیا۔ مگر اب ایک برس سے بالکل سناٹا ہے۔ نوٹس پر نوٹس دئے صدا بر نخاست۔ ان حالات کو درج کرنے کے بعد صاحب موصوف دریافت کرتے ہین کہ حافظ محمود حسین خان و منشی عبدالعزیز خان ڈائرکٹران کمپنی کون صاحب ہین۔ اور کیا اس کمپنی کا خارج مین بھی کوئی وجود ہے یا صرف روئیداد دن مین؟ اس استفسار سے معلوم ہوتا ہے کہ منشی صاحب کی نظر سے وہ تحریرین نہین گذرین جو اس کمپنی کے متعلق پچھلے سال وکیل مین شائع ہوئی تھین۔ کمپنی کے وجود کی نسبت بھی ہمعصر کرزن گزٹ عرصہ ہوا لکھہ چکا ہے کہ دہلی مین اب اوسکا نام و نشان نہین پایا جاتا۔ ڈائرکٹر صاحبان کی تعلق بھی یہی ہمعصر معتبر خبر دیتا ہے۔ اور امید ہے کہ وہ اسی معاملہ کے نسبت اطلاع دینے پر کفایت نکرکے کمپنی کے نقصان رسیدہ حصہ دارون کو اپنے روپیہ کی وصولی اور نقصان پہونچانے والون کے تدارک کے متعلق بھی معقول چارہ کار سوچنے مین دریغ نہین کرینگے۔ +

علیگڈھہ کالج

کی مالی حالت ہی اب نسبتاً زیادہ تشفی بخش نہین ہوگئی۔ بلکہ جدید انتظام کی تفصیل اوسکی رونق مین بھی روز افزون ترقی ہوتی چلی جارہی ہے۔ فروری ۱۹۰۰ء سے جون ۱۹۰۰ء تک اوسمین ۱۱۸ بورڈر سالگذشتہ کی نسبت زیادہ داخل ہوئے۔ جو صرف ایکدو صوبون سے نہین بلکہ ہندوستان کی تمام صوبون سے آئے۔ اور ایک ہندوستان سے باہر افریقہ سے۔ بڑی خوشی اس امر کی ہے کہ ترقی کی رفتار برابر اسی پیمانہ پر قائم ہے۔ اور کہ اکثر بورڈر سکول کی جماعتون کے لئے آئے ہین۔ چونکہ کم عمر بچون کی طبیعتین زیادہ تربیت پذیر ہوتی ہین۔ سرسید مرحوم کی بڑی خواہش یہی تھی کہ بچون کو چھوٹی عمر مین ہی علیگڈھہ کالج کے بورڈنگ مین داخل کیا جائے۔ کالج مین بورڈرون کا اضافہ حسب الطمینان نہین ہوا۔ اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ کالج کی مالی حالت ابھی ایسی نہین ہوئی کہ وہ زیادہ وظیفے دیسکے۔ اگر قوم نواب محسن الملک کی تجویز پر مستعدی کے ساتھہ عمل کرے۔ تو یہہ شکایت جلد دور ہوسکتی ہے پچھلے سال غریب طلبا کی مدد کے لئے ۱۰ وظایف کا بشرح دس روپیہ ماہوار وعدہ ہوا۔ لیکن روپیہ صرف ۲۲ وظیفون کے لئے وصول ہوا۔ اتنی بڑی خلاف وعدگی بظاہر بہت مایوسی بخش متصور ہوسکتی ہے۔ لیکن جیسا کہ نواب محسن الملک اپنی یادداشت مین تحریر کرتے ہین "یہ بات نہ توقع کے خلاف نہ قوم کے موجودہ خیالات اور حالات کے لحاظ سے بعید اور نہ اس سے ہمکو آئندہ کے لئے مایوسی ہے یا کوشش مین کمی۔ بلکہ ہمکو پوری امید ہے کہ جو کوششین جاری ہین اون سے ضرور آخر کار نیک نتیجہ پیدا ہوگا اور بتدریج وظیفون کی تعداد بھی معقول ہوجائیگی"

سرسید میموریل فنڈ مین جون ۹۹ء تک ستر ہزار ۸۴ روپیہ وصول ہوئی۔ انمین سے ۴۶ ہزار ۶ سو بیس روپیہ سودی قرضہ مین ادا کیا گیا۔ اور دو ہزار ۵۸ روپیہ دفتر کمیشن پر خرچ ہوئے۔ چار ہزار روپیہ ڈنچپر قرضہ مین ادا کرکے اس قرضہ کو بھی بیباق کر دیا گیا۔ اور ۱۷ ہزار ۴ سو چھ روپیہ فنڈ مین نقد جمع ہے۔ سودی قرضہ کی بیباقی سے کالج کو تین سو روپیہ ماہوار سود کے بار سے مخلصی ہوگئی ہے۔ لیکن ابھی تمام ضروری اخراجات کے لئے آمدنی کافی نہیں ہے۔ اس سال کے بجٹ مین اکہتر ہزار آٹھ سو پچیس روپیہ آمدنی اور اکہتر ہزار پانسو روپیہ خرچ تخمینہ کیا گیا ہے۔ ایک پروفیسر کی ابھی کمی ہے جسکی تنخواہ چار سو پچاس روپیہ ماہوار ہوگی اور ایکہزار روپیہ خرچ اوسے دیا جائیگا۔ گورنمنٹ نے تیاری بجیٹ کے بعد امداد مین جو اضافہ کیا ہے۔ اوسے اس پروفیسر کے مصارف کے لئے علیحدہ رکھا جائے تو پھر بھی اڑھائی سو روپیہ ماہوار مستقل آمدنی کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ جسکا پورا ہونا بلاشبہ انہی دو باتون پر منحصر ہے۔ جو نواب صاحب نے تحریر فرمائی ہین۔ ایک یہ کہ ہز ہائینس۔ نواب صاحب رام پور نے پچاس ہزار روپیہ یکمشت عطا کرنے اور ماہانہ اضافہ فرمانیکا جو وعدہ کیا تہا۔ اوس کا ایفا فرمائیں۔ اور دوسری یہہ کہ سرسید میموریل فنڈ کمیٹی اور اوسکی شاخین اور تمام بہی خواہان قوم اپنی حیثیت اور حالت اور فرصت کے موافق اپنی قومی کالج کی مدد پر آمادہ ہوجائین اور اوسی یونیورسٹی کے درجہ پر پہونچانیکے ارادہ کو پورا کرنے مین قسم قدم اور دام سے مدد کرین۔ سرسید مرحوم تیس سال کی مسلسل محنت و کوشش سے صرف نو لاکھ روپیہ جمع کرسکے تہے۔ اس لحاظ سے ایک برس مین میموریل فنڈ کو ستر ہزار روپیہ نقد کا وصول ہوجانا خداوند کریم کی خاص عنایت سمجھنا چاہیئے۔ لیکن سچی خوشی تب ہی ہوسکتی ہے۔ جبکہ یہ رفتار برابر قایم رہے۔ اگر تمام جوش و خروش اور سرگرمی و ہمدردی کا یہی رقم نتیجہ ہو۔ تو اسے کسیطرح کامیابی نہیں کہا جاسکتا۔ کالج کو مسردست ایک پروفیسر اور تعلیم دینیات کے مناسب و معقول انتظام کے لئے پانچسو روپیہ ماہوار کی مستقل آمدنی کی اور مہذب ممالک کی کالجون کیطرح اوسی ہر پہلو سے قوم کیلئے مفید اور ہر قسم کی ضروری تعلیم کا مخزن و منبع بنانیکے لئے ابھی ہزار ہا روپیہ ماہوار کی مزید دوامی آمدنی کی سخت احتیاج ہے۔ اور اس احتیاج کو پورا کرنا قوم کا سب سے مقدم فرض ہے۔ اگر اوسکے چھ کروڑ افراد نے ایک بھی ایسا مدرسہ جو جمیع تعلیمی ضروریات کو پورا کرسکے اپنی اولاد کے لئے جلد تیار نہ کیا۔ تو وہ زیادہ عرصہ ہرگز زندہ نہین رہسکیگی۔

حجاز۔ دمشق ٹیلیگراف لائین

کے اعلے منتظم صادق پاشا الموید کے سفر افریقہ کے حالات جسقدر اب تک ترکی اخبارات مین شائع ہوچکے ہیں حسب وعدہ ناظرین کے افادہ کے لئے ذیل مین درج کئے جاتے ہین:۔ پاشائے ممدوح تحریر فرماتے ہین:۔ ۱۸۔ ایلول (ستمبر) کی شام کو فرمان شاہی صادر ہوا کہ مین تیسرے دن نخلستان کفرہ کے سفر کو روانہ ہوجانیکے لئے تیار ہوجاؤں۔ یہہ نخلستان صحراء اعظم افریقہ مین صوبہ بنغازی کے جنوب مین واقع ہے۔ چونکہ ۱۳۰۶ ہجری مین مین اس نواح کا پہلے سفر کرچکا تہا۔ مجھے ہیات کا تجربہ ہوگیا تہا کہ زاد راہ کے لئے کیا کیا چیز ہم پہونچانی چاہئے۔ پہلا سفر مینے جنوب کیطرف کیا تہا۔ اور شیخ محمد المہدی السنوسی کو وہان ملنے گیا تہا۔ مغربی راستہ سے گیا اور مشرقی راستہ سے واپس آیا تہا۔ ساری رات مین سامان سفر اور دیگر انتظامات کی سوچ و فکر مین جاگتا رہا۔ اور علی الصبح بازار جاکر شام تک مطلوبہ اشیاء کی خریداری مین مصروف رہا تاکہ ۲۰۔ ایلول یعنے روانگی کے دن کو مجھے اسکے سوا کوئی کام نرہے کہ اپنی ماموریت کے متعلق ہدایات و اوامر بارگاہ سلطانی سے حاصل کروں۔ مگر اوسدن مجھے یکبیک خیال آگیا کہ عکسی تصاویر کا آلہ ساتھ لیجانا مناسب ہے۔ بازار سے خریدکر لینیکے لئے کافی وقت نرہگیا تہا۔ اور ساتھہ ہی مجھے ایسے آلہ کی ضرورت تہی۔ جو سیدہا سادہ۔ نہایت مضبوط۔ سہل الاستعمال گرمی سے خراب نہ ہوجانیوالا ہو مجھکو یاد آگیا کہ ایک ایسا آلہ میرے ایک دوست کے پاس موجود ہے وہ حیدر پاشا (سکودر کا محلہ) مین رہتا تہا۔ مین جہاز کا انتظار نکرکے ایک کشتی پر ادہر روانہ ہوگیا۔ جب اوسکے مکان پر پہنچا تو وہ بائیسکل پر سوار ہوکر گھر سے باہر جانے ہی والا تہا۔ بائیسکل دیکھکر مجھے خیال ہوا کہ کیا اسے ساتھہ لیجانا صحرا کے سفر مین مفید ہوگا۔ دوست سے آلہ تصویر لیکر بائیسکل کے معاملہ پر مینے بحث کی۔ اور آخر یہ فیصلہ ہوا کہ بائیسکل ساتھہ لیجانا چندان فایدہ بخش نہوگا۔ دوست نے کہا اسکا بڑا فائدہ سرعت رفتار ہے۔ لیکن قافلہ کے ساتھہ رہنا لابدی امر ہوگا۔ اور اسصورت مین اوسکی سریع رفتاری سے تم کوئی فائدہ نہین اٹھا سکوگے۔

دوم اگر وہ کہین بگر گیا تو مرمت کس سے کراؤگے مینے اس سے اتفاق رائے کیا اور بائیسکل لیجانیکا خیال چھوڑدیا۔ بنغازی سے دادای تک نو دن کا سفر ہے۔ اور راستہ مین کہین کوئی قریہ یا قصبہ نہیں۔ ساحل کے قریب جو عرب آباد ہین۔ انکی خوراک جو کا آٹا اونٹ کی چربی اور زیتون ہے۔ انکی آبادی جلد ختم ہوجاتی ہے۔ اور اس سے آگے قافلے کے بغیر تنہا مسافر کا سفر کرنا صریح دیوانگی ہے۔ اوسے راستہ مین کہین خوراک نہین ملسکتی۔ قافلہ انسان اور حیوان دونون کی تین مہینون کی خوراک ساتھہ لیجاتے ہین۔ یہہ سنکر شہرون کے رہنے والے حیران ہونگے کہ یہ کسطرح ممکن ہے کہ جانور اپنے لئے تین مہینون کا چارہ اور انسان اپنی تین مہینون کی خوراک ساتھہ لیجائے۔ ایسا نازونعمت مین پلی ہوئے امیر و سادہ تکلفات و آسائش کے دلدادہ۔ ان علاقون کی کسنی والے یا اونمین سفر کرنیوالے تمہاری طرح نفیس و مرغوب شوربے۔ پلاؤ۔ طرح طرح کے گوشت اور مربے اور چٹنیان اور شیرمال و باقرخانیان نہین کھاتے۔ اس صحرا کے عربون کی واحد غذا "زمیطہ" ہے۔ یہ جو کے آٹے۔ پانی اور قدری روغن زیتون کی آمیزش سے بنائی جاتی ہے۔ آٹے کو لوہے کے کراہی مین بھونکر ایک چرمی تھیلے مین ڈال لیا جاتا ہے جسمین وہ رطوبت و بارش سے محفوظ رہتا ہے۔ جب کہانیکی احتیاج ہوتی۔ اونٹ کو کھڑا کرکے تھیلے مین سے کچھہ بھونا ہوا آٹا طشت مین نکال لیتے ہین۔ اوسے تھوڑا سا پانی لیکر گوندہ لیا جاتا ہے۔ اور پہر اوسمین تھوڑا سا روغن زیتون ملا لیتے ہین۔ یہی نفیس و لذیذ غذا جو زمیطہ کہلاتی ہے لڑائی و صلح سفر و اقامت مین اونکی خوراک ہے۔ سب رفقا طشت کے گرد بیٹھ جاتے ہین۔ اور بڑی بڑی لقمون سے اوسے دس سیکنڈون مین خالی کردیتے ہین۔ اونکی خوراک کا وصف سنکر یہ قیاس نکرلیا جائے کہ یہ لوگ وحشی بدو ہین۔ برعکس ازین وہ نہایت خوش اخلاق۔ پاکیزہ خصال۔ ذکی الفہم اور مطیع ہین۔ اسکا مفصل ذکر آگے کرونگا۔ آلہ کے لئے ایک پرزہ کی ضرورت تہی۔ اوسکی خریداری جہاز کے سمرنا پہونچنے پر ملتوی رکہی۔ اتنے مین فرمانات سلطانی مع تحائف و ہدایا پہونچگئے اور مین ۲۰۔ ایلول مطابق ۱۴۔ ربیع الثانی کی سہ پہر کو جہاز جانیک پر سوار ہوگیا۔ تہوڑی دیر بعد جہاز قسطنطنیہ سے روانہ ہوگیا۔ علے الصبح ہم ڈارڈنیلز کے سلطانی قلعہ موسومی چناق قلعہ کے سامنے لنگر انداز ہوئے۔ وہان سے تقریباً ایک ہزار نئے رنگروٹ کریٹ۔ طرابلس الغرب اور بنغازی کی فوج کے لئے جہاز پر سوار ہوئے۔ اوسوقت ہر ایک کی پوشاک مختلف قسم کی تہی۔ اور ہر ایک کے چہرہ پر اہل و عیال اور وطن کی مفارقت سے آثار حزن و ملال نمودار تہے۔ جہاز پر پہونچتے ہی سبکو فوجی وردی پہنا دیگئی۔ اسکی پہنتے ہی اونکی حالت مین زمین و آسمان کا فرق پڑگیا۔ تمام رنج و فکر چشم زدن مین دور ہوگیا۔ سب کے چہرے بشاش ہوگئے۔ اکثرنے تو اپنے پرانی کپڑے اٹھاکر سمندر مین پھینکدئے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی جگہ سنبھال لی اور جہاز پر خوب چہل پہل ہوگئی۔ جہاز سمرنا جانیکی بجای سیدہا کریٹ کو گیا۔ اور ۲۳۔ ایلول کی صبح کو خلیج سودہ مین پہونچا۔ وہان سے ہم گاڑیون پر چند اشیا خریدنیکے لئے شہر خانیا کو گئے۔ شام کو جہاز وہانسے روانہ ہوکر ۲۵۔ ایلول کی صبح کو بروز دوشنبہ بنغازی پہونچا۔ کریٹ تک سمندر صاف رہا تہا۔ اوس سے آگے طوفان کا اسقدر زور رہا کہ مینے ۲۴ گھنٹے کچھہ کھایا۔ نہ فرش سے اٹھہ سکا۔

بنغازی پہنچنے پر طاہر پاشا گورنر بنغازی استقبال کے لئے جہاز پر آئے۔ خشکی پر ساحل سے ایوان کورزی تک فوج دورویہ صف بستہ کھڑی تہی۔ وہان تہوڑی دیر آرام کرکے کہانا کھانیکے لئے ہم گورنر کے داماد میجر حسین آفندی کے مکان پر گئے۔ تمام فوجی افسر اور ملکی عہدہ دار اور روساء شہر اور مفتی بیری ملاقات کے لئے وہان جمع تہے۔ کھانے سے فارغ ہوکر ہمنے گورنر سے قافلہ کی جلد تیاری و ترتیب کے لئے ذکر کیا اور اوسنے اوسوقت سالم آفندی ممبر مجلس انتظامی اور حاجی احمد آفندی مہدی و پریسیڈنٹ میونسپلٹی کو قافلہ کی سواری اور اسباب و سامان کی باربرداری کے لئے اونٹ جمع کرانیکا حکم دیدیا۔ میری پہلے سفر جنوب کے لئے بہی انہی دونون صاحبون نے قافلہ کا انتظام کیا تہا۔ اونکی اوصاف دارالخلافہ مین عام مشہور ہین۔ یہان طول کلام کی ضرورت نہین اونہون نے اونٹ۔ سامان خوراک اور دیگر اشیاء مطلوبہ بہت جلد فراہم کردین۔ گورنر نے مجھے لشکر سلطانی سے ایک کافی جمعیت ساتھہ لیجانیکو کہا۔ لیکن مینے اس خیال سے کہ اونکے گھوڑون کے لئے دو ماہ کا چارہ اور دس دن کا پانی اٹھانیکے لئے بہت اونٹ درکار ہونگے صرف چار سوار ساتھہ لیجانے مناسب سمجھے۔ آستانہ سے ایک فوجی صالح اوبناشی میرے ساتھہ آیا تہا۔ اسطرح سے کل پانچ آدمی میرے ساتھہ ہوگئے۔ ان چار کے انتخاب کے لئے مینے یہ شرایط مقرر کین کہ اونمین سے ایک کہانا پکانے مین ماہر ہو۔ دوسرا گھوڑون کی خدمت۔ نعلبندی اور دوادارو کرنا جانتا ہو۔ تیسرا خیمون کے لگانے اکھاڑنے اور مرمت مین استاد ہو۔ اور کہ سب کے سب دوردراز سفر کرنیکے معتاد اور راہ فوجی کامون کیطرح سفر کی لوازمات سے بخوبی واقف ہون۔ بنغازی پہونچنے سے دوسرے دن بروز سہ شنبہ ظہر کے بعد ہم مکتب رشدی کو دیکھنے گئے۔ وہ حال مین ہی کھولا گیا تہا۔ بعد ازان فوجی بارکون مین اور وہان سے اوس عجیب و غریب طرز کے نہایت مضبوط قلعہ کو جو شہر سے نصف گھنٹہ کے فاصلہ پر بنایا گیا ہے۔ وہان مینے سوارون کی گھوڑدوڑ اور نیزہ پھینکنے کی کرتب دیکھی

(باقی صفحہ ۴ پر)

دونوں ایسپیں بھر بڑتے۔ مگر مینو دکریا پھر تنبا کو دونوں میں مساوی تقسیم کرکے ارنوط کو آدھی تنبا کو کی قیمت اوس کی لاگت سے کئی گنی زیادہ دی۔ اور جب تک اوسکا حصہ فروہنوا۔ دونوں سے جدا نہ ہوا۔ لیکن اس واقعہ کے بعد اون دونوں میں پہلی جیسی محبت نہ ہوئی۔ اور جبتک ساتھ رہے۔ انکے دلوں میں ایکدوسری کی طرف کچھ کدورت برابر باقی رہی۔ اس تجربہ کیوجہ سے مینے ایکدفعہ حکمدیا کہ ہر ایک شخص نا فرمقدار میں تنبا کو ساتھ لیجائے۔ مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ ان چاروں میں سے صرف ایک تنبا کو پیتا ہے اور وہ بھی بدوران سفر اوسے ترک کردینے کا ارادہ رکھتا ہے تو میں بہت خوش ہوا۔ اب صرف صالح تنبا کو نوش باقی رہگیا جسنے بہت سی مقدار ساتھ لیلی۔ ہمارا سفر بنغازی سے ۳۰ ستمبر کو شروع ہوا تھا۔ جب یہہ تاریخ قریب پہونچی تو بعض باشندگان شہر اور اونکے شیخ نے حضرت خلافت پناہی کے ادب و احترام اور اپنی عقیدت و اخلاص کے اظہار میں ذوات قدسی صفات کے اس ادنیٰ خادم کے ساتھ جانیکی خواہش ظاہر کی۔ مینو اونمیں سے محمد آفندی عیادی شیخ زاویہ شیخ سنوسی اوسکی بھائی عبدالعزیز منصور آفندی رئیس علاقہ اور صالحین آفندی اور سنوسی آفندی کو منتخب کیا۔ آخر اللہ کے پہلے سفر میں بھی میرے ساتھ گیا تھا۔ اور پانی کا انتظام اوسکے سپرد تھا۔ یہی خدمت اسدفعہ بھی اوسی سپرد کیگئی۔ پہلے سفر میں مجھے ایک معاملہ میں سنوسی آفندی کے احسان و مروت اور حسن سلوک کا ایسا ثبوت ملا تھا جسکو کبھی فراموش نہیں کرسکونگا۔" (باقی آئندہ)

صادق پاشا دشقی کو ایک معزز و قدیم خاندان کے گرامیقدر رکن ہیں۔ سلطان المعظم کے یاور اور جنرل کارنیل کہتے ہیں۔ دراز قامت۔ قوی البنیان۔ خوشرو۔ نہایت ذکی۔ تیز فہم۔ اور سیاہیانہ وضع کے نوجوان ہیں۔ تصویر سے عمر میں چالیس برس کے قریب معلوم ہوتے ہیں۔ داڑھی منڈاتے ہیں مونچھیں گھنی اور بڑی بڑی ہیں۔ سینہ پر آٹھ تمغے اور نشان جنمیں سے چند ممالک غیر کے ہیں آویزان ہیں۔ آنکھیں جو نہ بہت بڑی ہیں اور نہ چھوٹی اونکی فہم و ذکا اور تدبیر و سیاست کا پتہ دیرہی ہیں۔ اور بشرہ سے عزم و استقلال ہمیشہ نمایاں ہے ✻

پریٹوریا ۵ جون کو باضابطہ انگریزی قبضہ ہوگیا

لارڈ رابرٹس نے مفوضہ مہم کو جس خوبی اور عمدگی سے سرانجام کیا ہے۔ اوسکی دوست دشمن سب قائل ہوگئی ہیں۔ ٹرانسوال کے دارالخلافہ کو مسخر ہوجانیکے وہ مدعا جسکے لئے لارڈ موصوف بھیجے گئے تھے بامسن وجوہ پورا ہوگیا ہے اس شاندار فتح پر تمام سلطنت انگلشیہ میں بے انتہا مسرت و خوشی کا اظہار طبعی امر تھا۔ ہندوستان میں جسدن اسکی خبر پہنچی اوسیدن خوشی کے جلسے جابجا ہورہے ہیں۔ اکثر مقامات میں اوسدن تعطیل منائی گئی اور ۱۱ جون کو کونسل قلمرو میں نواب لیفٹیننٹ گورنر کے حکم سے عام تعطیل کیگئی ہے۔ پریسیڈنٹ کروگر اور باور جنرل بوتھا اپنی بیویوں کو پریٹوریا میں چھوڑ کر خود مڈلبرگ کے راستہ جو پریٹوریا سے بجانب مشرق تیس میل کے فاصلہ پر ریلوے سٹیشن ہے لیڈن برگ کے کوہستانی علاقہ کو بھاگ گئے ہیں۔ لارڈ ولنگڈن سپہ سالار انگلستان نے بلوم فونٹین کے قبضہ پر پیشگوئی کی تھی کہ ہماری فوج ۱۵ مئی کو پریٹوریا پہنچ جائیگی اور یکم جون کو اوسکے مختلف دستے واپس چلنے شروع ہوجائینگے۔ اونکا یہہ اندازہ تقریباً درست ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر ۳۰ مارچ کا معرکہ کورونسپروٹ وقوع میں نہ آتا۔ تو بالغلب وجوہ بالکل درست ثابت ہوتا۔ لیکن اونکا یہہ قول کہ قبضہ پریٹوریا سے ۱۶ دن بعد فوج واپس جانی شروع ہوجائیگی بحالات موجودہ و متوقعہ صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ جن مقامات سے بوئر خارج ہوچکے ہیں۔ اونپر اور بالخصوص اپنے تصبات مقبوضہ پر وہ یقیناً پھر قابض نہیں ہوسکینگے۔ لیکن ساتھ ہی یہ یقینی امر ہے کہ جبتک اونکی فوجی طاقت بالکل پامال نکردیجائے۔ یا وہ انگریزی ہمالیت پر صدق دل سے رضامند نہ ہوجائیں۔ ملک میں کبھی امن قایم نہیں ہوسکتا۔ اور یہہ ثابت ہوچکا ہے کہ اونکی طاقت کو بالکل معدوم کرنیکے لئے اوسیقدر فوج جسقدر کہ اب ہے۔ کم از کم کئی مہینوں کے لئے درکار ہوگی۔ کیونکہ ان آٹھ مہینوں کی مسلسل پیکار میں سوائے اون چند ہزار آدمیوں کے جو کرونجی کے ہمراہ گرفتار ہوئے۔ یا اون چند سو کے جو متفرق طور پر پکڑے گئے۔ اونکی جمعیت میں ابتک کوئی بڑا فرق نہیں پڑا۔ سامان حرب بھی اونکے پاس اسوقت تاکم اسقدر ہے جسقدر کہ پہلے دن کو تھا۔ بلکہ جہانتک توپوں اور رائفلوں کا تعلق ہے۔ شاید اول سے بھی کچھ زیادہ ہونگی۔ کیونکہ جسقدر توپیں اور رائفلیں اونکو ہم سے ملی ہیں۔ ہمیں ابھی اوسقدر بھی باوجود مسلسل فتوحات کے غنیم سے دستیاب نہیں ہوئیں۔ گولہ بارود اور کارتوس کا کل سابقہ ذخیرہ اور اونکو تیار کرنے کی تنسیری ضرور بوئر لیڈن برگ کو لیگئی ہونگے ورنہ ابتک عرصہ کی یہ خبر موصول ہوگئی ہوتی کہ میگزین اور کارخانوں کی کلیں پریٹوریا میں ہی موجود ہیں۔ جب وہ گران وزن توپیں تک قلعوں سے اتار لیگئی ہیں۔ اور کئی ہزار قیدیوں کو بھی سوائے سو سوا سو افسروں کے پریٹوریا سے نکال لیگئی ہیں۔ تو یہ کبھی قیاس میں نہیں آسکتا کہ اونمیں کچھ بھی سامان جنگ باقی رہگیا ہے یا وہ سامان جنگ یا اوسکی تیار کرنیکی آلات و مصالحہ کو پیچھے چھوڑ گئی ہونگے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جنمیں وہ جیسے اعتماد و بھروسہ سے اپنا بچاؤ کرسکتی ہیں۔ اوسکا اندازہ ثانی میدان جنگ کے گذشتہ واقعات اور اوسکی موجودہ صورت سے ہوسکتا ہے۔ حالانکہ جنرل بلر کی نیں چالیس ہزار فوج کے مدمقابل صرف دو تین ہزار بوئر ہیں۔ اور عساکر انگلشیہ فری سٹیٹ کے تمام مغربی حصہ اور ٹرانسوال کے جنوبی اور مغربی حصہ۔ سونیکی کانون اور پریٹوریا پر قابض ہوچکے ہیں۔ لیکن بلراس قلیل جماعت کو ابتک زیر کرکے ٹرانسوال میں داخل نہیں ہوسکی۔ لارڈ رابرٹس کی فاتحانہ و سریع پیشقدمی کے بڑی بواعث اونکی ذاتی مستعدی اعلےٰ ترین ملکہ سپہ سالاری و فوجی قابلیت کے علاوہ زیادہ تر یہی ہیں کہ ایک تو اونکی پاس غنیم کی مدمقابل فوج سے بدرجہا زیادہ جمعیت تھی۔ دوم یہ کہ اونکے سامنے ہموار علاقہ تھا۔

پس پریٹوریا کی فتح کو جنگ کا آخری سین سمجھکر آئندہ کے لئے بیفکر اور اپنی تیاریوں میں کسیطرح وقفہ ڈالنا۔ جنوبی افریقہ سے فوج کا معتدبہ حصہ واپس منگوانا ہرگز قرین مصلحت نہیں ہوگا۔ اور نہ ایسا کرینکی لارڈ رابرٹس جو وائسرائے فوجی گورنر بنائی جانیوالی ہیں کبھی اجازت دینگے۔ قوم میں اپنی سلطنت کے اغراض و غرض کی حفاظت کا جو جوش پیدا ہوگیا ہے۔ اوسی ابھی برابر قایم رکھنا۔ اور ان فتوحات سے اوسی اور زیادہ تیز کرنیکا کام لینا از بس ضروری ہے۔ اور ان فتوحات پر ہمکو مسرت صرف اسی حد تک خوشی ظاہر کرنی چاہئے کہ اونسے محاربہ کا ابتدائی دور کے رنج و ملال کافور اور آئندہ کے لئے اعتماد و حوصلہ بڑھ گیا ہے۔ جنسے قراین بتا رہے ہیں کہ شاید ہمکو عنقریب پورا پورا کام لینا پڑیگا۔ چین میں حالت سخت مخدوش ہوگئی ہے اور یہ مسلم ہے کہ اوسکا اپنی مہمانی روس ہے۔ اس حالت کے اشد خطرناک ہونیکا اندازہ ٹائمز کے ان الفاظ سے ہوسکتا ہے کہ ہمکو اوسکے مقابلہ کے لئے نہ صرف سفارتی بلکہ اپنے مادی وسایل سے بھی بدرجہ اتم کام لینا پڑیگا۔ ایران و افغانستان کے متعلق بھی خوش آئند خبریں موصول نہیں ہوئیں۔ مراکو کیطرف فرانس کی غاصبانہ کارروائیاں جیسا کہ آگے کسی جگہ لکھا گیا ہے کچھ کم تشویش بخش نہیں۔ ٹرکی کی مسلسل و کامل سرگرم فوجی تیاریاں [ریل اور تار کے مصلوں کی تیاری و تکمیل بھی زیادہ تر فوجی تدارکات کا ضمیمہ ہے] ابھی بموجب نہیں۔ اور سب سے بڑھکر جو ہانسٹر برگ کی طغیانی کا نون کا سلامت رہنا یا نہ رہنا بعض دور اندیشوں کی رائے میں بہت دور کے معنے رکھتا ہے۔ اور اونکو اس بیان پر کہ وہ محض جنرل بوتھا کی مخالفت کی باعث محفوظ نظر ہیں مطلقاً اعتبار نہیں۔ وہ انسانی سرشت میں مالی ظرفی کی بجائے کمینگی کی زیادہ مقدار دیکھتی ہیں اور اس اصول کو مدنظر رکھکر وہ یہ حکم لگاتے ہیں کہ اگر بوئروں کو اپنی کامل بربادی و تباہی اور اسباب کا پورا پورا یقین ہوتا کہ کوئی اور سلطنت اونکی حمایت نہیں کریگی اور آئندہ اونکو انگلستان کا محکوم بنکر رہنا پڑیگا۔ یا ملک چھوڑ دینا پڑیگا۔ تو وہ کانون کو جسنے وہ آئندہ کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ ایکطرف فاتحین کو ہی اونسے محروم کردیتے اور دوسری طرف یورپ و امریکہ کی عدم امداد کا بدلہ لینے کے لئے (کیونکہ اسپر باشندگان انگلستان کے علاوہ دیگر ممالک کے باشندوں کا بھی کروڑہا روپیہ لگا ہوا ہے) ضرور اڑا دیتے۔ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اور اس سے نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ اونکو ممالک غیر کی مداخلت اور ٹرانسوال پر خود ہی قابض رہنے کا یقین ہے۔ بہرحال یہ خیال خواہ درست ہو یا صحیح۔ اور مراکو و چین کے معاملات کا خواہ ٹرانسوالی قضیہ سے کچھ تعلق ہو یا نہ ہو۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ ہمیں اپنے ضدی دشمن کو مطیع و مغلوب کرنیکے لئے ابھی بہت کچھ کرنا باقی رہتا ہے۔ وہ ابھی بے اوسان نہیں ہوا لارڈ رابرٹس کی پیشقدمی کی وہ پریٹوریا کی حدود تک باین احتیاط کہ اوسکے اپنے آدمی زیادہ ضایع نہوں۔ کم و بیش برابر مزاحمت کرتا رہا ہے۔ فری سٹیٹ کے مشرقی حصہ میں اوسنے حال میں ہی جگیر ہاری فوج کی تیرہویں پلٹن کی تین کمپنیاں پکڑلی ہیں۔ اور نٹال کی شمالی سرحد پر بھی اوسکی مزاحمت میں کوئی نمایاں فرق نہیں پڑا۔ اس سے ہماری یہ مراد نہیں کہ پریٹوریا کی فتح کوئی کارنمایاں نہیں۔ یا اوسپر خوشی ظاہر نکرنی چاہئے۔ وہ بیشک ایسا کارنمایاں ہے کہ اوسپر جسقدر فخر و مباہات کیا جائے کم ہے۔ اور ایسی خوشیاں بہت ہی شاذ و نادر قوموں کو نصیب ہوا کرتی ہیں۔ بلکہ دشمن کے ملک میں کئی سو میل کا فاصلہ ساتھہ ستر ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھہ باانتظام کامل چند دنوں میں طے کرلینا۔ اور پھر اپنے دشمن کو اپنے نہایت مضبوط و محفوظ قلعوں کو بغیر مقابلہ خالی کردینے پر مجبور کردینا ایک ایسا فوجی کارنامہ ہے جسکی نظیر گذشتہ کئی صدیوں کی فوجی تاریخ میں نہیں ملسکتی۔ رنج و ملال کیطرح خوشی کی بھی کئی مدارج اور مختلف اقسام ہوتے ہیں۔ بعض قسمیں غفلت و سستی۔ بیفکری و لاپروائی اور سرمستی پیدا کرنے والی ہوتی ہیں اور بعض جوش کو دیرپا بنا کر ہر وقت

مرآۃ

اصلاح مشفقانہ

وکیل میں اصلاح قوم کے واسطے بلاشک بہت سے مضامین شائع ہوتے ہیں لیکن پھر بھی بہت سے مضامین ایسے ہیں کہ جنکی طرف توجہ نہایت ضروری معلوم ہوتی ہے۔ ان مضامین کے مطالعہ سے اگرچہ مسلمانوں کا حصہ کثیر بہرہ ور نہیں ہوسکتا ہے اور انکی طبیعت انسے مانوس نہیں لیکن پھر بھی ضرورت اور زمانہ کی رفتار نے کتنے ہی لوگ اس خیال کے بھی پیدا کر دیئے ہیں جو بعض مفید کاموں کیطرف بوجہ ناواقفیت متوجہ نہیں ہوسکتے۔ یہ امید کرنی کچھ بموقع نہیں۔ کہ اگر انکے معلومات کو وسیع کرنیکی کوشش کیجائے تو بہت نہ سہی تھوڑے سے ضرور منتفع ہونگے۔

میرا مقصد ایسے مضامین سے اس قسم کی باتیں ہیں۔ جو اقوام متمدنہ میں تجارت حرفت فلاحت وغیرہ کے معاملات میں رائج ہیں۔ مثلاً ریلوے کمپنیاں کیونکر قائم کیجاتی ہیں۔ انکا اور گورنمنٹ کا عموماً کیا تعلق ہوتا ہے اور انکا منافع کیونکر تقسیم ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ جائنٹ اسٹاک کمپنیاں اور انکے متعلق دیگر امور۔ پولیٹیکل اکانومی کے مسائل اور انپر بحث۔ بینکنگ بزنس لائف انشیورنس آڑھت کے کام۔ دلالی گماشتگی یعنے تجارت وغیرہ وغیرہ۔

اسمیں شک نہیں کہ یہ باتیں بہت ہی کم لوگونکو مرغوب ہونگی۔ لیکن ہیں نہایت ضروری۔ امید ہے کہ آپ اور وکیل کے ایسے ناظرین خریدار جنکو ان معاملات سے دلچسپی ہے مضمون نگاری سے دریغ نہ فرمائینگے۔

(التمس وکیل کا ایک خریدار)

فارسی اور اردو

معلوم نہیں یہ محض اتفاق ہے یا کسی سوچی سمجھی پالیسی کا ظہور ہے کہ ہندوستان کے دو معزز زبانوں پر ایک ہی ساتھ حملہ کیا گیا ہے اور حملہ بھی ایسا ہے جس سے اندونوں زبانوں کی جانبری مشکل ہے سب سے پہلے بیچاری فارسی بی۔ اے۔ کلاس سے دیکھ دیکر نکالدی گئی۔ پھر پنجاب کی تعلیمی جماعت نے اس سے بھی بڑھکر یہ کارروائی کی کہ اس ذلت نصیب علمی زبان کو سکول کے احاطہ سے بالکل نکالدینے پر تیار ہوگئی۔ اور ہماری لوکل گورنمنٹ نے ہندی کو اپنے صوبہ کے محکمہ جات اور دفاتر میں بارعام دیدیا۔ اور اردو کے پہلو بہ پہلو بیٹھنے کا حکم صادر ہوگیا۔ اس غیر متوقع انقلاب اور تغیرات سے کل مہذب و تعلیم جماعتوں میں عموماً اور مسلمانوں میں خصوصاً ایک سخت بے چینی پیدا ہوگئی اور وہ عجیب و غریب حیرت بخش مایوسی کے عالم میں آکر ایکدوسرے سے سوال کرنے لگے کہ آخر اسکا انتہائی نتیجہ کیا پیدا ہوگا۔ اور گورنمنٹ نے اسمیں کونسا ایسا فائدہ دیکھا ہے۔ کیونکہ فارسی جو انگریزی راج سے پہلے ہندوستان کی شاہی زبان تھی وہ بیچاری اپنی سلطنت کے زوال کے بعد خود ہی ایک ایسی مرض شدید میں مبتلا ہوگئی تھی۔ کہ صرف پوست اور استخوان باقی رہگیا پھر ایسے قابل رحم بیمار پر جو ؎

خنجر کشیدہ بر سر قتلم شتاب چیست + من خود شوم نثار ترا اضطراب چیست

کا مصداق خود ہی بن رہی تھی۔ شاہی عتاب اور قوی حملہ کی کیا حاجت تھی۔ فارسی۔ وظیفہ خوار شاہزادوں اور نوابوں کیطرح جو اپنی خاندانی سلطنت اور حکومت کے زوال کے بعد انگلش گورنمنٹ کی آغوش مرحمت خسروانہ میں آگئی ہیں۔ محض انگریزی گورنمنٹ کے رحم و کرم کے قدموں پر جاگری تھی اور اسکی توجہ اور مربیانہ سرپرستی پر اسکی آیندہ زندگی ایک مدت سے منحصر ہوگئی تھی۔ اور اسکو امید تھی کہ علم پرست مدبرین انگلش اسکے ساتھ کبھی کسی وقت بے انصافیکا برتاؤ نہ ہونے دینگے اور شاہی حیثیت سے نہیں علمی اعتبار سے تو ضرور ہی اسکی عزت اور حمایت کیجائیگی جسکا کم سے کم یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ وہ تقریباً ایک ہزار سال کی حکمرانی کے بعد بالکل مٹ اور نابود نہ ہوسکیگی اور وہ ہزار سالہ علمی خزائن جو شاہی اور ملکی اور علمی کوششوں سے زبان فارسی میں ہندی سرزمین پر جمع ہوئے ہیں قارونی خزانہ کی مثل عذاب الٰہی میں مبتلا ہوکر طبقات زمین کے پیوند نہ بنجائیں گے۔ جس سے کوئی فرد بشر کسی قسم کا بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ آج کل کے علمی مانہ میں کوئی فراخدل مہذب گورنمنٹ کسی علم کے ساتھ ایسا برباد کن سلوک نہیں کرسکتی ہے۔ ہر علم علم ہونے کی حیثیت سے قابل عزت ہے نہ کہ فارسی جو ہزاروں برس کی قدیم علمی زبان ہے اور ہر قسم کے علمی زیورات سے آراستہ پیراستہ ہے۔ زمانے کے ساتھ ساتھ تبدیل لباس میں بھی کسی سے پیچھے نہیں رہی۔ ایک نہایت قدیم وسیع سلطنت ایران چکلان اور ایشیا کے بڑے حصہ میں کم و بیش موجود ہے اور ہندوستان کے اکثر ملحقہ ممالک کی مشترک زبان ہے جسکے ذریعہ سے اہل ہند خود ایکدوسرے سے علمی خلاقی تجارتی فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور گورنمنٹ کو ملکی فائدہ پہونچا سکتے ہیں۔

فارسی ایک مردہ زبان نہیں ہے بلکہ وہ ابتک ہر طور سے زندہ ہے اور کم سے کم ایک کروڑ آدمی صرف اسی زبان میں اپنی ملکی علمی اخلاقی تجارتی زندگی بسر کر رہے ہیں جو ہماری ہمسایہ ہیں اور جنسے ہمارے تعلقات ہر روز ترقی کرتے جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں بجائے اسکے کہ اسے اور ترقی دیجائے صدمہ پہونچانا ایک علم پرست عالی ہمت گورنمنٹ کی شان سے بالکل بعید ہے۔ تمام شمالی مغربی سرحدات کی آزاد قوموں اور افغانستان اور بلوچستان اور ایران اور بخارا اور خیوہ اور سمرقند اور کاشغر اور تاشقند بلکہ کل ترکستان اور روم میں عربی اور فارسی کم و بیش رائج ہے اور ان ممالک میں نسبت عربی کے فارسی کا رواج بہت زائد ہے اور خاص خاص علما کے سوا متوسط درجہ کے لوگ بھی فارسی زبان سے ماہر ہیں۔ لہٰذا اہل ہند اگر کسی مشترک زبان سے ان ممالک میں کام نکالنا چاہیں تو سوا فارسی کے کوئی دوسری زبان نہیں ہوسکتی۔ یہاں عربی ایک محدود طبقہ میں ہے اور بہ نسبت فارسی کے ایک دیرحاصل سخت زبان ہے۔ ہماری گورنمنٹ کے عہد دولت مہد میں وسائل آمد و رفت اور ذرائع تجارت بمقدر

شمس التواریخ

اس تاریخ میں مہر سپہر رسالت جناب خاتم النبیین شفیع المذنبین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی چند پشت سے لیکر تا زمانہ خلفائے راشدین مفصل حالات مستند و مستند کتب سے اخذ کرکے درج کئے ہیں بمصائب و شدائد ہجرات غزوات۔ سریہ جنگ و جدال بایں شرح و بسط تحریر کئے ہیں کہ ہر موقع و معرکہ کا نقشہ ہو بہو پیش نظر ہو جاتا ہے۔ سرزمین عرب کا جغرافیہ اس طریق سے لکھا گیا ہے کہ سیاحان عازمان حج کے لئے رہبر کامل کا کام دیتا ہے۔ جابجا نقشہائے رنگارنگ ضروری مقامات کے مناظرہ دکھلاتے ہیں علاوہ ازیں جہاں جہاں نیر اسلام چمکا ہے مثل چین و ماچین روم و یونان۔ اندلس و ہندوستان وغیرہ کی مشرح کیفیت سے وہاں کی تمدنی حالت کے بیان کیجائینگی۔ جس سے یقین ہے کہ پھر دوسری تاریخ کے دیکھنے کی ضرورت نہ رہیگی۔ تاریخ مباحثہ وغیرہ سے بالکل پاک و صاف ہوگی۔ اگرچہ وقت اختتام کا صحیح اندازہ نہیں ہوسکتا۔ لیکن امید ہے کہ قلیل مدت میں کثیر مارجن تاریخ اسلام کا فراہم ہوجائیگا۔ جس سے کہ زبان اردو ابتک محروم ہے تاریخ ہذا کے پانچ جزو ہر مہینہ میں بقیمت ۱۲ر معہ محصول ڈاک خریدار کو بھیجی جایا کرینگی۔ ستمبر ۹۹ء سے پانچ جزو ماہوارہ جاتی ہیں امید ہے فرمائش کو اسوقت تک کی تیار شدہ اخبار یکمشت بھیجی جاوینگی تاکہ ویلیو کے کمیشن کی کمی ہوجاوے اور آیندہ سے پانچ جزو ماہواری ۱۲ر میں ایڈیٹران اخبار و رسالجات وغیرہ اسکے تبادلہ میں اگر چاہیں شتہار شائع کرکے اپنا پرچہ بھیجکر منگا لیا کریں۔ بشرط تفاوت قیمت تاکہ طرفین کو نقصان نہ ہو ۴۰ جزو تیار ہوچکی ہیں۔ بتقطیع ۲۰+۲۶ کاغذ دولایتی

بینظیر حبیبی حمائل شریف مترجم

یہ حمائل نہایت ہی صحیح۔ خوشخط عمدہ کاغذ۔ نفیس چھاپہ۔ جس کی صحت آٹھ مولویوں۔ حافظوں اور قاریوں سے کرائی گئی ہے۔ جن کی مواہیر حمائل کے آخیر میں ثبت ہیں۔ منشی محمد عبدالغنی صاحب خلف الصدق منشی محمد ممتاز علیصاحب مہاجر مکی مشہور خوشنویس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ ترجمہ مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی کا ہے۔ متن کی عبارت پر خوشرنگ حنا کی گئی ہے۔ جلد نہایت عمدہ۔ باوجود ان سب خوبیوں کے ہدیہ کچھ ہی نہیں۔ مجلد ۱ر۔ غیر مجلد ۱ر۔

المشتہر۔ منیجر اخبار وکیل امرتسر (پنجاب)

ھاجرہ
(ایکسٹرا کی خانگی ہاجرہ کی ہاجرہ نمبر ۲ ہے)
ایکسٹرا نمبر کی خانگی ہاجرہ کی ہاجرہ نمبر ۲ ہے
ایکسٹرا نمبر کی خانگی ہاجرہ کی ہاجرہ نمبر ۲ ہے

ترقی کرگئے ہیں کہ ان ملحقہ ممالک سے ربط و ضبط بہت آسان اور فائدہ خیز ہوگیا ہے اور بہت بڑا موقع ہے کہ ہندی سیاح اور تجاران ممالک سے کامل فائدہ اٹھائیں۔ ہمکو امید تھی اور ہے کہ ہم گورنمنٹ کی زیر تعلیم و تربیت ہر قسم کے علوم و فنون میں اچھی خاصی ترقی کرکے اپنی ہمسایہ سلطنتوں اور ملکوں میں جاکر فائدہ اٹھائینگے اور روپیہ کماکے لائینگے جب وہ وقت سعید قریب آیا اور ہماری لئے وہ زمانہ قریب آنے لگا۔ کہ ہم باطمینان ان ممالک میں داخل ہوسکیں تو ایک ایسی سکندری سد کی بنیاد ڈالی جاتی ہے جو ہمکو صرف ہندوستان کی چاردیواری میں قید کردیگی اور سوائے یورپی ممالک کے انسانوں کے اور دنیا بھلنا اجنبیت زبان کی وجہ سے بالکل ناممکن ہوجائیگا۔ یہ وقت تھا کہ فارسی زبان میں لکھنے اور تقریر کرنے کی پوری پوری قابلیت ہندیوں میں پیدا کیجائے۔ نہ کہ رہی سہی فارسی کا بھی گلا دبوچا جاتا ہے۔ جسقدر فارسی اب عام طور پر باقی ہے۔ اس سے بجز اسکے کوئی اور کام مشکل سے لیا جاسکتا ہے۔ کہ اردو زبان کا لٹریچر خراب بنانے پائے۔ افسوس ہے کہ وہ بھی رہنے نہیں پاتی اب اردو کا بھی خدا ہی حافظ ہے۔

اب اُردو کو دیکھئے

یہ زبان کوئی مستقل زبان نہیں ہے۔ بلکہ ہندوستان میں مختلف زبانوں کی میل جول سے پیدا ہوگئی ہے۔ جسکی فصاحت و بلاغت اور وسعت تمامتر عربی فارسی پر موقوف ہے۔ جسقدر ان زبانوں میں علم اور واقفیت کم ہوا سیقدر اُردو کی مٹی خراب ہوتی ہے اگرچہ عربی زبان کی ضرورت صرف اسیقدر ہے کہ اعلے درجہ کی فارسی دانی سے بھی پوری طور پر رفع ہوسکتی۔ لیکن عبارت میں متانت اور بلاغت بدون عربیت کے نہیں پیدا ہوتی خصوصاً علمی تصنیفات اور علوم و فنون کی تدوین تو از حد مشکل بلکہ قریب قریب ناممکن کے ہے۔ اور فارسی کے بغیر اردو کا کام کسیطرح سے بھی نہیں چل سکتا۔ اردو میں ہندی اور انگریزی کے الفاظ بھی بکثرت داخل ہیں جس سے جامعیت اور جدت دونو کا لطف پیدا ہے۔ اردو زبان اگرچہ شاہجہان کے زمانے میں پیدا ہوئی۔ مگر سچ یہ ہے کہ اسکی تکمیل اور ترقی جیسی کچھ اس مبارک عہد میں ہوئی ہے۔ اسکے عشر عشیر بھی پہلے نہ ہوئی تھی۔ اب اردو زبان ایک علمی زبان بنگئی۔ اس زمانے سے پہلے اس زبان کو پوری زبان بھی نہ کہہ سکتے تھے۔ علوم اور فنون کی کتابیں اردو زبان میں مثل ہونیکی نہیں۔ لہذا ہم نہایت دعوی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اردو سرزمین ہند میں انگلش امپائر کی آغوش حمایت اور سایہ تربیت میں پروان کو پہونچکر ایک عمدہ زبان بنگئی ہے اور اسکی نہایت ہی عالیشان دیرپا یادگار ہے اور یہ خصوصیت صرف اردو کو حاصل ہے کہ وہ بھی انگلش گورنمنٹ کی مثل کسی خاص قوم یا فرقہ کی زبان نہیں ہے۔ بلکہ ہندوستان میں جتنی قومیں اور مذاہب اور زبانیں موجود ہیں اُن سبکے ساتھ اُسکو تعلق ہے۔ کوئی قوم اس امر کا دعوی نہیں کرسکتی کہ اردو صرف اُسی کی زبان ہے اور نہ کسی زبان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اردو کو صرف اپنی ہی شاخ سمجھے۔ اردو زبان کم و بیش ہندوستان کے تمام حصوں میں رائج ہے۔ اور اکثر جزائر مشرقی اور آسٹریلیا اور امریکا اور چین اور افریقہ اور بحر ہند کے عرب اور مصر کی نوآبادیوں اور قدیم ملکوں میں پھیلتی جاتی ہے۔ اسمیں کسیکو بھی کلام نہیں ہوسکتا کہ اہل ہند میں خواہ وہ کسی جگہ اور کسی مقام پر ہوں صرف اردو ہی ایک ایسی مشترک زبان ہے جس سے وہ ایک ملک کے رہنے والے معلوم ہوتے ہیں۔ لہذا اردو بطور جائز ہندوستانکی دیسی ملکی زبان کہی جاسکتی ہے جو انگریزی راج کی برکت سے زبان بنگئی ہے۔ ہماری گورنمنٹ نے نصف صدی سے بھی زائد زمانہ اردو کی پرورش میں صرف کیا ہے۔ مدارس میں اردو کی مستقل تعلیم اور اردو کے ذریعہ سے علوم و فنون سکھانیکی علی کوشش محض شاہی توجہات اور سرپرستی سے کیگئی اور اب تک کیجاتی ہے۔ یہ اسی خاص شاہی توجہ کا سبب ہے کہ اردو میں جدید علوم و فنون کی کافی مقدار پیدا ہوگئی۔ حساب ہندسہ۔ مساحت تاریخ جغرافیہ۔ طبیعیات۔ ڈاکٹری۔ کمسٹری وغیرہ وغیرہ علوم و فنون کی اکثر کتابیں سررشتہ تعلیم نے بطور کورس اور اسکی شرحونکی تیار کرائی ہیں۔ کتب قوانین اور نظائر کا ذخیرہ عدالتوں کی وجہ سے مہیا ہوگیا ہے۔ اگر گورنمنٹ اپنی دفتری کاروبار کے لئے اسکو نہ قبول کرتی تو سررشتہ تعلیم کو بھی اسقدر کوشش کی ضرورت نہ ہوتی۔ اور نہ ملک مستعدی کے ساتھ بعجلت تمام اس میدان میں قدم بڑھاتا۔ یہ فخر صرف اردو ہی کو حاصل ہوا ہے کہ نہ صرف بہت سے یورپین ولایت ہی سے اسی ایک حد تک حاصل کرکے ہند میں قدم رکھتے ہیں بلکہ ہماری مادر مہربان عکیا جناب قیصرہ ہند ادام اللہ اقبالہا نے بھی اس سن و سال اور ضعیفی میں خاص توجہ کے ساتھ اسے حاصل کرکے قبولیت کا شرف بخشا ہے۔ پھر کیا اس شہنشاہی قبولیت اور سرفرازی کا بابرکت نمونہ یہی ہوسکتا ہے کہ اردو کا درجہ توڑکر وہ بتدریج ذلت اور گمنامی کے زاویہ میں پہنچادیجائے۔ ہرگز نہیں کبھی نہیں۔ ہماری محترم پارلیمنٹل مجسٹی کی ادنی قبولیت ہر چیز کی کامل سرفرازی اور اعلی ترین ترقی اور دیرپا زندگی کا کافی اور نہایت کافی سبب ہے۔ اور ہم آشیائی لوگ اسیکو توآثار برکت سمجھتے ہیں۔ خدا وہ وقت نہ لائے کہ ہمارے دلی عقیدہ کے خلاف کوئی بات پیدا ہو۔ اسمیں کچھ شبہ نہیں ہے کہ اگر دفاتر سرکاری سے اردو کا رواج جاتا رہا تو اردو پر سخت ترین نحوست اور ادبار کی گھنگھور گھٹا چھا جائیگی۔ اور وہ اسدرجہ پر بھی باقی نہ رہیگی جس درجہ پر آج فارسی باقی ہے کیونکہ فارسی جس درجہ پر باقی رہگئی ہے وہ صرف اردو کا اعانتی درجہ ہے۔ اور اردو ہندیکا اعانتی درجہ نہ بنیگی عربی کا وجود مذہب پر قائم ہے فارسی کو اردو نے روک رکھا ہے۔ اردو کا کوئی بھی روکنے والا نہیں پس اسی سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ بیچاری اردو کی مٹی کسقدر خراب ہوجائے گی۔ فارسی اپنی شہنشاہی اقتدار کے زمانہ میں جس درجہ پر تھی وہ پوشیدہ نہیں ہے۔ لیکن معزولی کے بعد باوجود روک کے جس درجہ پر پہونچ گئی ہے وہ بھی ظاہر ہے۔ اردو کا بتدریج زوال تہذیب اخلاق تعلیم و تربیت ہر اعتبار سے قابل افسوس اور از حد مضرت رسان ہے۔ جسکا اندازہ ہم ایک ہندی تعلیم یافتہ اور اردو تعلیم یافتہ کی وضع قطع۔ حرکات سکنات۔ بول چال تحریر تقریر ہر ایک امر سے بآسانی کرسکتے ہیں۔ اسکا اصلی سبب یہی ہے کہ اردو میں مذہبی اخلاقی تاریخی تصنیفات کا کثیر المقدار سرمایہ جمع ہوگیا ہے۔ عربی۔ فارسی۔ سنسکرت۔ انگریزی۔ فرانسیسی ترکی کتابوں کا ترجمہ ہوگیا ہے۔ اور روز بروز ہوتا جاتا ہے۔ اور ہر علم و فن کی کتابیں ان جدید تصنیفات اور تالیفات میں داخل ہیں۔ اردو اخبارات اور رسالوں اور میگزینوں نے بے انتہا شائستہ علمی خیالات پھیلا دیئے ہیں نامی گرامی مصنفین نے تمام اردو دنیا میں ایک پُر روز علمی زندگی پیدا کردی ہے۔ ہماری ہندو بھائیوں کی مذہبی اور علمی کتابوں کا بھی بہت کچھ ترجمہ ہوچکا ہے اور اب اردو بیشک اس قابل ہوگئی ہے کہ ایک اعلی درجہ کا اردو دان ذی علم جماعتوں میں معزز جگہ حاصل کرے اور قریب قریب ہر علم و فن کے متعلق واقفیت پیدا کرلی اردو ہی کے خاص صفت ہے کہ شخص اعلی درجہ کی قابلیت پیدا کرلیتا ہے اسکے لئے فارسی بہت ہی آسان ہوجاتی ہے۔ اور تھوڑی محنت اور توجہ سے وہ فارسی میں کافی دستگاہ اور قوت مطالعہ

ترجمہ اردو سفرنامہ محمد ابن جبیر اندلسی

یہ وہ نادر زمانہ ہے جسکی عربی کی کاپی ہی میسر نہ تھی اب اردو میں موجود ہے۔ ۵۷۸ھ ہجری سے ۵۸۱ھ ہجری تک کے حالات سفر اس خوبی سے لکھے ہیں کہ آجتک کسی مورخ نے ایسے نہیں لکھے۔ ہر شہر اور قصبہ کے حالات بہت شرح و بسط سے لکھتا ہے۔ یہ سیاح ابن بطوطہ سے سو برس پہلے تھا۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی تو ایک ایک چیز ناپ تول کر لکھی ہے کاغذ اعلی درجہ کا چھپائی عمدہ۔ تحریر بے نظیر۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک دو روپیہ (۲)

المشتہر۔ حافظ احمد علی خان شوق مطبع احمدی ریاست رام پور کوچہ لنگر خانہ

کہانسی کا عمدہ علاج

چیمبرلین کی کہانسی کی دوائی سے ہزارہا شفایاب ہوکر زندگی سے حظ اٹھانیکے قابل ہوگئے ہیں۔ حلق۔ یا پھیپھڑے کی کوئی شکایت ہو۔ اسکے استعمال سے فوراً فائدہ ہوگا۔ برسوں کی مزمنہ کہانسی جسے کسی علاج سے فائدہ نہ ہوا ہو۔ اس دوا سے کافور ہوجائیگی۔ جن مریضوں کو شفا سے مایوسی ہوچکی تھی۔ اور مشہور صحت بخش مقامات کی رہایش سے بھی کوئی افاقہ نہ ہوا تھا۔ انکو اس کے استعمال سے کلی و قطعی فائدہ ہوا ہے۔

یہ دوائی شیخ فیروزالدین سوداگر ادویات انگریزی امرتسر سے ملسکتی ہے

حاصل کرلیتا ہے اور جب فارسی میں اسقدر قوت ہو جاتی ہے تو عربی سے بھی ایک خاص مناسبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایسا شخص عربی میں محض امّی اور عاری نہیں ہوتا۔ لہذا ایسی زبان کی جس حد تک قدر اور حمایت کیجائے ایک علم پرست گورنمنٹ اور قوم کو لائق زیبا ہے۔ اردو کی برکت سے جو شائستگی اور تہذیب اور قوت علمی روز بروز ترقی کرتی جاتی ہے کسیطرح کم نہیں ہے اور اسخدمت کو پوری طور سے کوئی یورپین یا دیسی زبان انجام نہیں دیسکتی۔ یورپین زبان یا یوں کہئے کہ انگریزی ابھی باوجود نہایت بلیغ اور سہل تو کوشش کے بھی کم سے کم نصف صدی تک اردو کا مرتبہ نہیں حاصل کرسکتی اور اس سے وہ اجنبیت جو ایک غیر زبان کے لیے لازمی ہے۔ میری رائے میں صدیوں تک نہیں جاسکتی یہی حال سنسکرت کا بھی ہے کیونکہ سنسکرت سے بھی کچھ کم دیسیونکو اجنبیت نہیں ہے اور اسی اجنبیت نے ہماری ہندو بھائیوں کو مجبوراً اس طرف مائل کیا کہ وہ اپنی مذہبی اور علمی کتابونکا اردو میں ترجمہ کریں۔ اسکے سوا سنسکرت ایک ایسی آسان زبان نہیں ہے جسکی عام اشاعت ہوسکے۔ دیوناگری یا ہندی علوم اور فنون سے بالکل عاری ہے اور کسیطرح سے اب سے ایک صدی بعد بھی اردو کا درجہ نہیں حاصل کرسکتی اردو میں ہماری زندگی کا سارا کاروبار چل رہا ہے۔ شہروں۔ قصبات۔ دیہات غرض ہر مقام کے ہندو مسلمان عیسائی عورت مرد سب ایک سی اردو زبان بولتے ہیں اور کوئی قومی امتیاز نہیں پایا جاتا۔ تمام بڑے عام جلسوں میں اردو زبان میں کل روائی کیجاتی ہے۔ یہانتک کہ ہمارے ہندو بھائیوں کی خاص مذہبی اور قومی سبھاؤں اور انجمنوں میں بھی یہی زبان استعمال کیجاتی ہے۔

جلسہ اعظم مذاہب جو لاہور میں منعقد ہوا تھا اور جسمیں ہندوستان کے تمام موجودہ مذاہب کے قائم مقام موجود تھے اردو میں کل روائی کیگئی جس سے پوری طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اردو ہندوستان کی مسلم الثبوت ملکی زبان ہے جسکا ہڈ کوارٹر ممالک مغربی شمالی اودھ مع دہلی ہے۔ لہذا یہ صوبہ سب سے زیادہ اردو زبان کا دعویدار ہے اور کسیطرح مناسب اور جائز اور مفید نہیں ہوسکتا کہ دفاتر ملکی اور شاہی میں کوئی اور زبان داخل ہو۔ اور اسیوجہ سے ہز آنر کی اس تجویز پر عام ملال اور خوفناک حیرت پیدا ہوگئی ہے جو ہندی کی نسبت جاری کیگئی ہے۔ چنانچہ اس حالت کو لکھنو۔ فیض آباد۔ کاکوری۔ بجنور۔ غازی پور اور سب سے زاید علیگڈھ کے ان جلسوں نے جو اسی مسئلہ پر غور و بحث کرنے کے لیے منعقد ہوئے اور تمام اردو اخبارات نے پوری طور پر ظاہر کردیا ہے۔ اس مسئلہ پر ملک کے سمجھدار مدبرین اور خلائق عامہ نے اسے کامل اتفاق سے ہم آواز ہوکر ھز آنر ادر ھز اکسلنسی کے حضور میں اپنی اپیل پیش کی ہے کہ ممکن ہی نہیں کہ ہز آنر جیسا ہمیشل رعایا پرور مدبر اور عالیجناب ھز اکسلنسی لارڈ کرزن صاحب بہادر جیسے علم پرست انصاف پرور قدر شناس دوراندیش وسیع المشرب وائسرائے ہند کافی خیال نہ رجوع فرمائیں۔ ہمارے آخر الذکر حضور علوم مشرقیہ خصوصاً فارسی کی قدر و قیمت سے بخوبی واقف ہیں۔ اور ان ایشیائی ممالک کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں جنمیں یہ زبان کم و بیش رائج اور جاری ہے اور اسیوجہ سے اس امر کا بھی کامل یقین ہے کہ جناب محتشم الیہ اردو کی بھی خوبیوں اور فائدوں کا قابل پورا سہ علم رکھتے ہیں۔ لہذا ایسی حالت میں ممکن ہی نہیں کہ ہز اکسنسی کے عہد مبارک میں فارسی اور اردو کا خون ہو جائے صرف ایک متفقہ کوشش کی ضرورت ہے انشاءاللہ یہ دونو مہذب زبانیں اپنی اپنی جگہ پر سابق بدستور

معدہ اور پیٹ کی خرابیوں کا بہترین علاج

تیس بیس برس سے دوا فروشی کا کام کرتا ہوں اور اس عرصہ میں تقریباً تمام مشہور مرکب ادویہ کے بیچنے کا مجھے اتفاق ہوا۔ ان سب میں مجھے چیمبرلین کی دوائی قولنج ہیضہ وہیضہ کے برابر کوئی دوائی معدہ و شکم کی خرابیوں کے لئے مفید و مؤثر نہیں ثابت ہوئی۔ اسی دوائی سے میرے کنبہ کے دو آدمیوں کو مہلک ہیضہ سے شفا ہوئی۔ میں نے اپنے گاہکوں کے پاس اسکی سینکڑوں تولیں بیچی ہیں۔ جو سب کے سب اسکی تاثیر عجیبہ کے مداح ہیں۔ میں ان بیماریوں کے لئے ہمیشہ اسی دوائی کی سفارش کرتا ہوں۔ اس سے مریض کو یقینی و سریع فائدہ ہوتا ہے اور طبیعت کسی طرح بدمزہ نہیں ہوتی۔

راقم او ڈبلیو ویکفیلڈ۔ ساکن کولمبس۔ نگاں

یہ دوائی شیخ فیروزالدین سوداگر ادویہ انگریزی امرتسر سے مل سکتی ہے

قائم رہینگے۔ مگر غفلت اور خاموشی اور سستی اور دست کشی کی صورت میں البتہ سخت غبار آلودہ مطلع یا بادکن طوفان کے آجانیکا زبردست خوف ہے اور پھر پیچھے سے کچھ بھی نہ ہوسکیگا۔ میری رائے میں تمام طرفداران اردو اور فارسی کو نہایت معزز منتخب ڈپوٹیشن ایک کامل مموریل لیکر ہز آنر اور ہز اکسلنسی کے حضور میں باریابی حاصل کرکے جسقدر دستخطیں ممکن ہوں۔ بلیغ کوشش اور اہتمام سے حاصل کیجائیں اور اس کارروائی کا سٹرار اور ہیڈ کوارٹر علیگڈھ ہو۔ سکرٹری جناب نواب محسن الملک اور انکو اسسٹنٹ شیخ عبداللہ صاحب۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ بنائے جائیں اس جوان ہمت نوجوانی خاص اس معاملہ میں محض دلی شوق اور قومی خدمت کے لحاظ سے اسوقت جبکہ کل قوم غافل ہوئی ہوئی تھی جیسی سرگرمی و مستعدی سے کام کیا ہے۔ اور دماغی محنت کے علاوہ صرف زر سے بھی دریغ نہیں کیا۔ وہ اسیکا حصہ تھا اور یہ اپنی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ اردو کے حق میں ویسا مہلک فیصلہ سردست نہیں ہوسکا جسکی فریق ثانی کوشش کر رہا تھا۔

اسوقت تک بخیر اسکے کہ ہندی رسم خط کے بھی داخل ہو جانے سے ایک اور تازہ تر وقت پیدا ہو جائے بظاہر اردو پر کوئی مہلک حملہ نہیں کیا گیا۔ مگر ہمارے ہندو بھائیوں میں جو پارٹی فیلنگ پیدا ہوگئی ہے۔ اور جس نے انکو اس کوشش پر آمادہ اور مستعد کردیا ہے۔ کہ دفاتر سرکاری میں صرف ناگری زبان قائم کیجائے ان کوششوں کی کامیابی کا دیباچہ معلوم ہوتا ہے اور اسی وجہ سے آیندہ بڑی بڑی خوفناک صورتیں نظر آرہی ہیں اور انہیں مہلک نتیجوں پر نظر رکھکر مسلمان جماعت میں اسقدر گہرا جوش پیدا ہوگیا ہے جسمیں ہر طبقے کے اشخاص شریک ہیں اب ہم دیکھتے ہیں کہ اردو پریس اور نامور مدبرین قوم اور فاضلان علوم مشرقی اس بارہ میں کیا اور کس حد تک کوشش کرتے ہیں۔ ؎ سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل ٭ چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل ٭

(نہال احمد علوی حمیدی از کٹرا۔)

بلدہ حیدرآباد

تمہید۔ اورنگ زیب کی عالمگیری فتوحات کے باعث جو تاریخی شہرت گیارہویں صدی ہجری کے آخر میں اس شہر کو حاصل ہوئی تھی۔ سلطنت آصفیہ کے چشم و چراغ اور مغلئی خاندان کی زندہ یادگار نظام الملک آصف جاہ میر محبوب علی خان فتح جنگ بہادر کے حسن انتظام اور رعایا پروری نے ہمارے زمانہ میں اسکو وہ رونق بخشی اور ترقی کے ایسے اعلیٰ درجہ پر پہونچایا کہ ہندوستان بھر میں کوئی دوسرا اسکا ہم پلہ کم ہوگا۔ ہر چند کلکتہ اور بمبئی مردم شماری میں اس سے بڑھکر ہیں مگر ارباب فضل و کمال کے مرکز ہونے کا جو فخر اسکو حاصل ہے اور باشندگان شہر نے حسن معاشرت میں جو ترقی کی ہے۔ وہ انکو نصیب نہیں ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ تمدن و تقدم کا چمنستان جسکو نواب مختار الملک میر تراب علی خان سالار جنگ اول نے تیرہویں صدی میں لگایا تھا وہ اُن کے اولوالعزم جانشینونکی اعلیٰ قابلیت اور بلند حوصلگی سے ایسا سرسبز اور شاداب ہوا۔ کہ ناظرین کی آنکھوں کو اُس سے نور اور دلوں کو سرور حاصل ہوتا ہے۔ یہ شہر تاریخی حالات اور موجودہ ترقیات کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ اسکی بعض تفاصیل ہدیہ ناظرین کیجائیں

آبادی کا زمانہ سلطان ابراہیم قطب شاہ ولی دکن کے انتقال کے بعد جب سلطان محمد قلی قطب شاہ ۹۸۸ھ ہجری میں وارث تاج و تخت ہوا۔ اور اس ملک کا قدیمی مستقر حکومت گولکنڈہ ملکی ضروریات کے لحاظ سے غیر مکتفی نظر آیا تو ایک جدید شہر کی تعمیر قرار پائی جو سنہ ایک ہزار ہجری

پچھلے مئی کے مہینہ میں ہمارے پڑوس میں ایک بچہ کو ہیضہ ہوگیا۔ اور ڈاکٹروں نے اسکی صحت یابی سے صاف جواب دیدیا۔ میں چیمبرلین کی دوائی ہیضہ و قولنج واسہال کی ایک بوتل ہمسایہ کے مکان پر لیگئی اور اُسے بتایا کہ اگر اس دوائی کا استعمال حسب ہدایات مندرجہ کیا گیا تو مجھے کامل یقین ہے کہ لڑکا شفایاب ہوجائے گا۔ دو دن میں لڑکا بالکل چنگا بھلا ہوگیا۔ اور اب وہ نہایت چاق چوبند اور مضبوط ہے۔ میں نے بارہا اس دوائی کے استعمال کی لوگوں کو سفارش کی ہے۔ اور اس نے جہانتک مجھے علم ہے ایک مرتبہ بھی خطا نہیں کی۔

مرقومہ مسس کرٹسن بیکر۔ مقام بک والٹر۔ اوہیو۔

یہ دوائی شیخ فیروزالدین سوداگر ادویہ انگریزی امرتسر سے مل سکتی ہے

میں تیار ہوکر حیدر آباد کے نام سے موسوم کیا گیا اور اسوقت کسی کمال نے مادہ تاریخی یا حافظ کہا تھا۔

قدرتی موقعہ یہ شہر ایک بہت وسیع میدان میں آباد ہوا ہے جسکو موسیٰ ندی سیراب کرتی ہے۔ ابتدا میں اس شہر کی آبادی صرف ایک فصیل کے اندر محدود تھی اور اسواسطے بانی شہر نے ندی پر سے عبور کرنے کیواسطے ایک ہی پل کا تعمیر کرانا کافی سمجھا تھا۔ مگر رفتہ رفتہ شہر کے باہر چاروں طرف اس قدر آبادی بڑھی کہ زمانہ مابعد میں دو پل اور بنانے ضروری ہوئے۔ اور چوتھا پل اسوقت زیر تعمیر ہے۔ ان پلوں کے ذریعہ پرانی اور نئی آبادی ایسی مل جل گئی ہے کہ ناواقف آدمی یک بیک اسمیں کچھ تمیز نہیں کرسکتا۔

آب وہوا یہاں کی آب وہوا معتدل اور خوشگوار مانی گئی ہے۔ کہتے ہیں کہ نہ سردیوں میں سردی زیادہ پڑتی ہے اور نہ گرمیوں میں گرمی کی شدت ہوتی ہے۔ برسات ۶ جون سے شروع ہو جاتی ہے اور آسمان دل کھولکر پانی برساتا ہے۔ اس تاریخ کو حیدر آبادیوں کی اصطلاح میں مرگ لگنا کہتے ہیں۔ اسوقت سے ٹھنڈک کے آثار نمودار ہونے لگتے ہیں۔ مگر آج کل تو اس شدت کی گرمیاں پڑتی ہیں کہ الامان والحفیظ۔ ہاں رات کو خنکی ہوجاتی ہے اور خوب مزہ کی نیند آتی ہے۔ جس سے دن بھر کی کلفت سب جاتی رہتی ہے۔

مردم شماری یہاں کی مردم شماری قریبًا ساڑھے چار لاکھ آدمی کی تخمینہ کیگئی ہے جسمیں حیدر آباد خاص کے علاوہ اسکے مضافات مثل سیف آباد۔ نشیر آباد۔ زیڈ نسی۔ سکندر آباد۔ اور بلارم شامل ہیں۔ اصلی باشندوں کے سوا ہندوستان کے مختلف مقامات اور ایران وافغانستان وعرب اور یورپ کے لوگ بھی یہاں موجود ہیں جو مذہب کے لحاظ سے مسلمان۔ ہندو۔ جینی۔ سکھ پارسی اور نصرانی ہیں اور ہر شخص اپنے رسوم مذہبی میں آزاد ہے۔

وسعت آبادی یہ شہر اس قدر وسیع رقبہ میں پھیلا ہوا ہے کہ اونچی جگہ کھڑے ہوکر جب نظر دوڑاؤ تو چاروں طرف کئی میل میں آبادی ہی آبادی دکھائی دیتی ہے۔ ان آبادیوں کا زیادہ سے زیادہ فاصلہ شہر سے آٹھ آٹھ میل ہے۔ اور آمد ورفت کیواسطے پختہ سڑکیں ہر طرف بنی ہوئی ہیں۔ راستہ میں کہیں باغات کہیں مکانات اور کہیں قبرستان ہیں جو تمام غیر مسلسل (آبادیوں کے مسلسل) کردیتے ہیں۔ گھوڑا گاڑی۔ جھٹکا (ایک قسم کا تہذیب یافتہ یکہ جیسے دارجلنگ کی مانند) اور اسی قسم کی بیل گاڑی سواری کے واسطے اکثر ملجاتی ہے۔

سکہ حیدر آباد خاص اور حدود ریاست میں سکہ آصفی کا سکہ مروج ہے۔ جسکو سکہ حالی کہتے ہیں۔ حالی روپیہ انگریزی روپیہ سے تین آنے کم ہوتا ہے۔ اور اکثر اوقات اسکا نرخ کم وبیش ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ آج کل ۱۲۴ حالی سو روپے انگریزی کے برابر ہیں۔ ریاست کے تمام ادنی اعلی اہلکار تنخواہ کو حالی سکہ کے حساب سے تنخواہ ملتی ہے۔ اور اسی سکہ میں ہر قسم کا لین دین ہے۔ مگر جب کسی کو ہندوستان کی طرف منی آرڈر بھیجنا ہو۔ یا تار خبر دینے کی ضرورت ہو۔ یا انگریزی ڈاکخانہ کے متعلق کوئی کام ہو تو سکہ حالی کسی صراف سے ہندوستانی روپے کے ساتھ تبدیل کراکر کام چلانا ہوتا ہے۔

ڈاک خانہ ریاست کی حدود میں جو خط وکتابت ہو اسکے واسطے سرکار آصفیہ کے اپنے ڈاک خانے مقرر ہیں جنکو پٹہ خانہ کہتے ہیں اور انپر ریاست ہی کا ٹکٹ لگایا جاتا ہے۔ اگر ریاست کے باہر انڈیا کے کسی حصہ میں خط وکتابت ہو تو اسکے واسطے سرکار انگریزی کے ڈاکخانے موجود ہیں اور ان پر برٹش انڈیا کا ٹکٹ مستعمل ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص ناواقفی سے ایک قسم کا خط دوسری قسم کے ڈاک خانہ میں ڈالدے تو وہ بیرنگ ہوجائیگا۔ خاص شہر کے اندر انگریزی اور صفی دونو ڈاک خانوں کے ذریعہ خطوط تقسیم ہوسکتے ہیں اور رات دن میں صرف ایک مرتبہ ڈاک تقسیم ہوتی ہے۔ اسواسطے کہ تمیں پنجاب کلکتہ۔ مدراس کی ڈاک ایک ہی ٹرین کے ذریعہ آتی ہے۔ جھٹکا کراس واڑی پر ہوتا ہے جو حیدر آباد سے ۱۱۵ میل کے فاصلہ پر ہے اور وہیں سے نظام ریلوی شروع ہوتی ہے۔

ہندوستانی مسافر خانے ہندوستانی مسافروں کیواسطے اس جگہ صرف ایک سرائے ہے جو ریلوی سٹیشن کے قریب اور شہر سے قریبًا دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ سرائے پیشو خان کی تعمیر کرائی ہوئی ہے جو والئے دکھن کے خاص جاگیر دار سواروں میں سے ہے۔ اسکا کرایہ معاف ہے۔ جتنک کسی کا جی چاہے اسمیں پڑا رہے۔ لیکن چونکہ اسکی صفائی کا کچھ بندوبست نہیں۔ اسواسطے کوئی سفید پوش اسمیں نہیں ٹھیرتا۔ البتہ انگلش فیشن کا ایک ہوٹل بہت عمدہ اسجگہ موجود ہے۔ جسمیں ہر قسم کی آسایش کا بندوبست کیا گیا ہے۔ مگر کرایہ کم سے کم پانچ روپے یومیہ ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اطراف وجوانب کے جو لوگ یہاں آتے ہیں وہ اکثر کسی نہ کسی توصل سے آتے ہیں۔ اور اسی کے ہاں ٹھیرتے ہیں اسواسطے عمدہ قسم کی سرائوں کی ضرورت اسجگہ نہیں سمجھی گئی۔

قہوہ خانے بمبئی اور مصر وغیرہ متمدن شہروں کی دیکھا دیکھی ایرانیوں اور عربوں نے چند قہوہ خانے شہر میں کھولے ہیں جہاں مسافر کو جاے۔ سوڈا۔ لمنیڈ۔ برف اور حقہ مل سکتا ہے اور چند مسافر ملکر اس جگہ اپنا جی بھلا لیتے ہیں۔ لیکن اخبار بینی شطرنج اور دیگر کھیلونکا یہاں کوئی انتظام نہیں۔ اگرچہ ان قہووں کو بمقابلہ قہوہ خانہائے مصر اور بلاد اسلامیہ جہاں نہایت لطیف اور باسلیقہ قہوہ خانے موجود ہیں کوئی نسبت نہیں۔ لیکن شمالی ہند کی نسبت ان کا وجود بہرحال داخل مغتنمات ہے۔

سڑکوں کی حالت اور واٹر ورکس۔ حیدر آباد کے بازار بہت وسیع ہیں دو تین گھوڑا گاڑیاں ایک وقت میں بآسانی گزر کرسکتی ہیں۔ دن کو خوب چھڑکاؤ کیا جاتا ہے اور رات کو دو رویہ لالٹینیں بہت عمدگی سے روشن ہوتی ہیں۔ یہاں سب سے زیادہ فائدہ مند چیز واٹر ورکس ہے جسکے ذریعہ سے آب مقطر اور خوشگوار ہر ایک آدمی کو بآسانی ملتا ہے۔ اس واٹر ورکس کا مخزن تین تالاب ہیں۔ حسین ساگر۔ میر عالم۔ عمدہ ساگر۔ انمیں سے پہلے کا محیط گیارہ میل۔ اور دوسرے کا آٹھ میل ہے۔

عمارات قدیمہ شہر کے اندر کوئی ایسی قدیمی عمارت نہیں جو خصوصیت سے سیاحوں کی دلچسپی کا باعث ہو۔ مگر ہاں۔

ایک عمارت چارمینار ہے جسکو بانی حیدر آباد نے سنہ ایکہزار ہجری میں مشہد مقدس کی وضع پر امام ضامن علیہ السلام کے روضہ کی یادگار میں تعمیر کرایا تھا۔ یہ عمارت ۱۸۰ فٹ بلند ہے۔ ایک مسجد اور ایک حوض اسکے اوپر بنا ہوا ہے۔ ڈھائی یا تین لاکھ روپیہ اسکی لاگت کا تخمینہ اسوقت کیا گیا تھا۔

دوسری عمارت مکہ مسجد ہے جو جنوبی ہند کی بڑی مسجدوں میں شمار کی گئی ہے۔ اسکی بلندی ۷۵ فٹ اور دو گنبددار منارے ہیں جو زمین سے ۱۰۰ فٹ بلند ہیں۔ اس مسجد کی تعمیر عبداللہ قطب شاہ نے شروع کرائی تھی اور اورنگ زیب نے اسکی تکمیل کی۔ اکثر والیان دکن اور انکے اقربا کی قبریں یہاں ہیں۔ اس مسجد کے متعلق ایک عظیم الشان لنگر خانہ حضور والی دکن کیطرف سے جاری ہے جسمیں ہر روز صبح کے وقت قریبًا ایک ہزار مسکینوں کو کھچڑی تقسیم ہوتی ہے۔ انکی سوا ایک امام باڑہ اور ایک حمام شاہی ہے۔

گول کنڈہ۔ شہر کی بیرونی عمارتوں میں سب سے عمدہ جگہ اور قابل دید گولکنڈہ کا قلعہ ہے۔ جو شہر سے پانچ میل مغرب کیطرف ہے۔ اسکی مشہور عمارت بالاحصار ایک مخروطی شکل کی پہاڑی ۴۵۰ فٹ بلند پر ہے۔ باقی قلعہ نے اس عمارت کے بناتے وقت ان تمام ٹیلوں اور چٹانوں سے جو وہاں قدرتی طور پر موجود ہیں۔ پورا فائدہ اٹھایا تھا اور اسواسطے اسکا اور ایک مدت تک دیگر سلاطین کا یہ خیال تھا کہ کوئی اس قلعہ کو فتح نہیں کرسکتا۔ اسوقت والی دکن کیطرف سے فوج کا ایک برگیڈ وہاں رہتا ہے اور بالاحصار کی سیر کوئی شخص بدون اجازت خاص کے نہیں کرسکتا۔

مقبرہ ہائے سلاطین۔ اس قلعہ کے شمال مشرق کیطرف قریبًا چھ سو گز کے فاصلہ پر قطب شاہی خاندان کے بادشاہوں کے مقبرے بنے ہوئے ہیں جنہوں نے قریبًا پونے دو سو برس تک گول کنڈہ پر حکومت کی یہ مقبرے جنوبی ہندوستان کے تمام اور سلطانی مقبروں کی بہ نسبت بدرجہا بڑھکر ہیں۔ انمیں سے محمد قلی قطب شاہ کا مقبرہ زمین سے ۱۸۰ فٹ بلند ہے اور گنبد کی بلندی ۶۰ فٹ ہے۔ ان تمام مقبروں میں سنگتراشی اور نقاشی کا بہت عمدہ کام بنا ہوا ہے۔ اور اسکے چبوتروں کے کونوں پر چھوٹے چھوٹے منارے ہی ہیں۔

عمارات جدیدہ والئی دکن اور انکے وزرا اور شہر کے تمام عمایدین کی عالیشان عمارتیں دراصل شہر کے اندر ہیں۔ مگر انگریزی تہذیب کے پھیلنے سے حضور پر نور اور امرا نے شہر کے باہر عمارتیں بنانی

متفرق خبرین

انگلستان کی عدالت اپیل نے مدعی سوداگران اسلحہ کی اپیل پر فیصلہ کیا ہے کہ انگریزی جہاز کے کپتان کو بحر عمان اور خلیج فارس مین تجارتی جہازون سے اسلحہ کی ضبطی کا اختیار نہ تہا۔ مدعیون کو کپتان اور گورنمنٹ کے برخلاف ڈگری دیگئی ہے۔ یہ اسلحہ ۱۸۹۸ء مین ضبط کئے گئے تہے +

روسیون کی چالاکی کا ایک نمونہ۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ ایک روسی جنگی جہاز مہینون سے خلیج فارس مین گشت کررہا۔ اور اوسکے ایرانی ساحل پر زمین کا کچھہ قطعہ حاصل کرنیکی کوشش مین مصروف تہا۔ اوسکے کپتان نے کوئلہ کی بہت سی مقدار منگوائی۔ اور ایرانی حکام سے التجا کی کہ یہہ سارا کوئلہ جہاز کے گودام مین نہیں سما سکتا۔ فالتو کوئلہ ساحل پر رکھنے کی اجازت دیجاوے۔ ایرانی گورنر نے منظور نہ کیا۔ جسپر اوسنے کل کوئلہ جہاز پر بار کر لیا۔ ۲۹۔ مئی کا ٹائمز آف انڈیا منظر ہے کہ جہاز کے کپتان نے اب ایک عجیب چالاکی سے کام لیا۔ اور اوسمین پوری کامیابی حاصل کی۔ اوسنے گورنر کو کہلا بہیجا کہ جہاز پر اسقدر بوجہہ ہوگیا ہے۔ حرکت کرنے پر وہ جہاز ڈوب جائیگا۔ اور اسکے ذمہ دار ایرانی حکام ہونگے۔ آپ براہ مہربانی چند کشتیان بہیجدین کہ فالتو کوئلہ اونپر بار کرکے رسیون سے کشتیون کو جہاز کے ساتہہ باندہ لاؤن جب گودام مین گنجایش ہوئی تو کشتیون کو خالی کرکے واپس کردیا جائیگا۔ ایرانی گورنر نے کچھہ کشتیان بہیجدین۔ اور اون پر کوئلہ لاد دیا گیا۔ مگر اونکو ساتہہ لیجانیکی عوض جہاز خود تو آدہی رات کو چلتا ہوا۔ اور کشتیون کو وہین چہوڑ گیا۔ اس صورت مین گورنر کے لئے اسکے سوا کچھہ چارہ نرہا کہ وہ کشتیونکو منگواکر کوئلہ کو خشکی پر رکھوادے۔ اس موقعہ کو روس یقیناً اب اپنا ملوکہ و مقبوضہ ظاہر کریگا۔ (مسام فوردا قعہ کوریا) مین بہی گو حال مین صرف کوئلہ کے گودام کے لئے سہی جگہہ حاصل کیگئی ہے۔ لیکن اوسپر کل تعلقدار سلطنتون مین جسقدر تشویش پیدا ہوگئی ہے۔ وہ عام معلوم ہے۔ بقول نامہ نگار ٹائمز یہ حیلہ بندر عباس کے روسی قبضہ کا پیش خیمہ ہے +

پھلور سٹیشن کے چھہ ریلوے ملازم اور دو عورتین مال گاڑیون سے اسباب چرانیکے جرم مین گرفتار کی گئی ہیں اونکا عرصہ سے یہی معمول ہورہا تھا۔ وہ دہوبر کو توڑکر بڑی استادی سے پہر دیسی ہی بنا دیا کرتے تہے۔ کچھہ مال مسروقہ از قسم پارچات۔ ظروف مسی۔ شراب وغیرہ برآمد ہوا ہے۔ کیسقدر خاص پھلور سے اور کچھہ اوس سے ایکسو چالیس میل کے فاصلہ پر۔ +

پنجاب چیف کورٹ کے سابق چیف جج سر آرتھر رو کی شادی عنقریب ولایت مین ہونیوالی ہے۔ +

بلوہ کانپور کے ۲ سرغنہ ملزمون کو دو دو سال قید سخت اور دو دو سو روپیہ جرمانہ اور چار دیگر ملزمون کو بجرم بلوہ و ضرب شدید پانچ پانچ سال قید سخت کی سزا دیگئی۔ اوسیدن پانچ اور اشخاص کی گرفتاری کی لئے وارنٹ جاری کئے گئے۔ حاجی عبد الکریم ممبر کے بہائی کرم الہی اور دیگر ۲۶۔ اشخاص کے مقدمہ کی ابتدائی تحقیقات شروع ہوگئی ہے انپر قتل عمد اور تشنزلی کا الزام ہے۔ +

سیستان کا انگریزی قونصل لکہتا ہے کہ علاقہ مذکور اور خراسان مین نیل۔ چاء اور پارچات کی بہت مانگ ہے۔ ہندوستانی تجار خشکی شرک کے راستہ ان اشیاء کی تجارت سے معقول فایدہ اٹہا سکتے ہین۔ +

ساحل مالابار پر کہا جاتا ہے کہ موپلے اب بہی کبہی کبہی بحری قزاقی کے مرتکب ہوتے رہتے ہین +

شاہ ایران بقول ولایتی اخبارات ایک چرکس بیگم کو سیاحت یورپ مین ہمراہ لیگئی ہیں اونکے حرم مین شاہ مرحوم کی نسبت بہت کم یعنے صرف ساٹہہ بیگمات ہیں۔ +

ایران و افغانستان ٹائمز کے نامہ نگار نے وسط ایشیا سے حسب ذیل تار بہیجا۔ **وانا** پختہ و معتبر خبر پہنچی ہے کہ ایران مین بسرعت تمام سامانات ایسی صورت اختیار کررہے ہیں کہ وہ جہانتک انگلستان کا تعلق ہے خطرہ سے خالی نہیں۔ روس عملاً بازی لے گیا ہے۔ وزیر اعظم جو پہلے انگلستان کا بڑا دوست تہا اب اسکا سخت دشمن ہوگیا ہے۔ یہہ باور کرنیکی بہی وجوہات پائی جاتی ہیں کہ امیر صاحب اپنے انگریز مربیون سے آزردہ ہوگئے ہیں۔ روسکے افعال سے وہ سخت متردد ہورہے ہیں۔ جزئیات کو چہوڑکر خلاصہ لکہدینا کافی ہوگا جو یہ ہے کہ وہ انگلستان سے اپنی حفاظت کے لئے ناممکن باتین کرانا چاہتے ہیں۔ اور جب انگریزی گورنمنٹ نے اونکے کرنے سے انکار کیا تو وہ انگریزی حکام سے سخت برافروختہ ہوگئے اور اون پیش بندیون کے تدارک سے بہی انکار کردیا جنکو انگریزی حکومت نے ممکن و مناسب سمجہکر سفارش کی تہی۔

گورنمنٹ ہند نے تین کروڑ روپیہ قرضہ کا اعلان دیدیا ہے۔ سو بساڑہے تین فیصدی ہوگا اور قرضہ ۱۹۲۰ء کو ادا کیا جائیگا۔ گورنمنٹ کل ساڑہے چار کروڑ روپیہ مضروب کریگی جس سے اسے سوا کرور کی خالص بچت ہوگی۔

نواب محمد اسحاق خانصاحب میعاد وزارت کے پورا ہوجانے پر یکم جون کو رامپور سے اپنی اصلی عہدہ سشن ججی پر واپس تشریف لے گئے۔ گورنمنٹ نے اونکی جگہ بصلاح ہز ہائینس نواب صاحب مولوی عبد الغفور خانصاحب ڈپٹی کلکٹر کو مدار المہام مقرر فرمایا ہے۔ ہندوستانی نے افواہ ریاست میں پہر کونسل قائم ہونیکی خبر دیکر ممبرون کے نام تک شائع کردئے ہین۔

معطل شدہ کوتوال لکہنو رائے بہادر ٹھاکر گنیش پرشاد سنگہ کو سشن جج نے بتاریخ ۴ رجون کدار ناتہہ کے مقدمہ رشوت ستانی مین دو برس قید سخت مع دو ہزار روپیہ جرمانہ۔ اور اونکے نائب ام شنکر کو اسی قید مع پانسو روپیہ جرمانہ کی سزا دی ملزمان نواب اصغر حسین کے مقدمہ مین بری کئے گئے۔ ہر دو کو سیوقت گاڑی مین بٹہاکر جیل بہیجدیا گیا۔ اپیل فوراً داخل کی گئی۔

کانپور کے بلوائیونکی مقدمہ کی تحقیقات سے بقول پاونیر یہہ قیاس پختہ ہوتا جاتا ہے کہ طاعونی انتظام کی سختی کا محض بہانہ ہی بہانہ ہے مسٹر روشن چندر دت سرکاری مالگزاری کی سنگینی کے مسئلہ پر ابہی تک برابر بحث کررہے ہیں۔ اونکا بیان ہے کہ اکبر کیوقت شمالی ہند کے لئے کل جمع ۲ کروڑ روپیہ مشخص تہے اور بالاوسط اسمین سے صرف ساٹہہ یا ستر فیصدی وصول ہوتا تہا۔ اب اسیقدر علاقہ سے ۲ کروڑ روپیہ سالانہ وصول ہوتا ہے۔

وزیریون کی متواتر چہوٹی چہوٹی یورشون سے ثابت ہوگیا ہے کہ انکے ملک شریر افراد کو قابو مین نہیں کرسکتے پاونیر کا بیان ہے کہ اگر سرحدی چوکیون پر پہر کوئی حملہ ہوا تو گورنمنٹ کے حکم سے اون کا جرگہ مکرر بلایا جائیگا اور اون کو اچہی طرح سمجہا جائیگا کہ گورنمنٹ آئندہ نرمی کی پالیسی چہوڑدیگی۔

مارچ اور اپریل مین کل ہندوستان مین ۹۶ میل جدید ریلوے لائن پبلک کی آمد و رفت کیلئے کہولی گئی اس مالی سال کے باقی دس مہینون مین ۸ سو میل مزید لائن کہولی جائیگی پشاور جمرود لائن پر مٹی کے کام کا ٹہیکہ آفریدی ملکون کو دیا گیا ہے جنمین ۲ روپیہ کی تقسیم پر باہم تنازعہ ہوگیا ہے۔

صوبجات متوسط و احاطہ بمبئی کے قحط زدہ اضلاع کی مردم شماری اور امدادی کاموں کے مزدورونکی تعداد کی مابہی نسبت مین یکبارگی بعض جگہ ۱۳ اور ایک کی ہے پاونیر بہی تسلیم کرنے پر مائل ہوگیا ہے کہ فی الواقع ملک کے بعض حصص مین قومی فلاس عامہ شروع ہوگیا ہے افسوس ہے کہ یکبارگی مردم شماری نہ کیگئی ورنہ شاید وہ اسکی کچھہ اور تاویل بتا سکتے۔

امریکہ نے اپنے جنگی جہازونکے لئے جو جلد چلنیوالی توپین تیار کرائی ہین وہ فی منٹ ۷۵ دفعہ فایر کرسکتی ہین انگریزی بیڑہ مین جو تین سیر کے گولے چلانیوالی جلد چلنے والی توپین ہین وہ بلانشانہ ۲۵۔۳۰ اور بانشانہ ۵ فائر فی منٹ کرسکتی ہین۔ امریکن توپ پانچ منٹ مین ۴۸ سیر گولونکو پہینک سکتی ہے پس اسکے چند گھنٹونکی خوراک ہی کسی بڑے سے بڑے جنگی جہاز مین مشکل سما سکتی ہے کیونکہ دیگر قسم اور خاصکر وزنی توپونکا سامان بہت ضروری ہے جلد چلنیوالی توپین خاص اوقات پر ہی کام دے سکتی ہین سب سے بڑے جہاز مین رائفلی اور میکسم کارتوسون کے علاوہ بڑی توپون کے لئے صرف ۱۲۰ گولون وزنی ۲۷۰ ٹن کے رکہنے کی گنجائش ہوتی ہے۔

طاعون کی شدت حسب معمول اس موسم گرما مین بہی کم ہوگئی ہے مگر چونکہ اسکا دخل بہ نسبت سابق بہت وسیع علاقہ مین اور ہندوستان سے باہر بہی کئی جگہ ہوگیا ہے آئندہ موسم سرما مین اسکی نسبت آثار اچہے نہین۔

سرحد ہزارہ کی جنگ اسیلا مین جو ۱۸۶۳ء مین ہوئی تہی ایک انگریز میجر کی درمیانی انگلی کو گولی لگی جسپر اسکا بالائی حصہ قطع کردیا گیا طبی بورڈ نے اسے قطع عضو کے مساوی سمجہا۔ اور میجر کو دو سو پونڈ سالانہ کی خاص پنشن اس زخم کے معاوضہ مین عطا کی گئی۔ جو وہ ابتک لے رہا ہے یعنی اسوقت تک، ہزار چار سو پونڈ (یا تخمیناً سوا لاکہہ روپیہ) وہ ایک انگلی کے کچھہ حصہ کے معاوضہ مین لے چکا ہے۔

موسم برسات کی تجارتی ہواؤن کا رخ ابہی تک غیر تشفی بخش ہے۔ خداوند کریم اپنے بندونپر رحم و کرم فرمائے۔

اشانٹی کی بغاوت کے متعلق ٹائمز کا نامہ نگار لکہتا ہے کہ اشانٹی متابعت سے آزاد ہونیکا عزم بالجزم کرکے برسر فساد ہوئے ہین ابتک آٹہہ قبیلے باغی ہوئے ہیں وہ پچاس ہزار آدمی میدان مین لاسکتے ہیں انگریزی حکام بغاوت کو پہیلنے نہ دینے کے لئے بڑی سرگرمی سے تدارک کررہے ہین ۱۸۷۳ء کی بعد اب پہلی مرتبہ کل و الینسر طلب کئے گئے ہیں بلغیونکی سر کوبی موسم برسات شروع ہوجانیکی وجہ سے شاید اکتوبر پر ملتوی کیجائے

ولایت کے ایک کارخانہ صابون نے اعلان کیا تہا کہ وہ فی فروخت شدہ ٹکیا آدہ آنہ ٹرانسوال لنڈ مین دیگا اس حساب مین وہ ابتک ڈیڑہ لاکہہ روپیہ فنڈ مین دیچکا ہے یعنی سات مہینون مین اسنے ۴۸ لاکہہ روپیہ کا صابون فروخت کیا۔

اسلامی خبریں

فہرست چندۂ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے لئے جو دفتر وکیل میں موصول ہوا

میزان مندرجہ اخبار وکیل مورخہ ۲ جون ۱۹۰۰ء ۱۳۱۷ھ

منشی غلام محمد خان صاحب لیور سب آرڈینیٹ۔ آسام بنگال ریلوے منگ ڈیشا۔ ۱۰ر

(میزان کل ۔ ۱۳۱۷ھ ۱۱ر)

دمشق حجاز لائن کی خاص کمیشن میں تحسین بک چیف سکرٹری اور عزت بک ڈوم سکرٹری دیوان دربار سلطانی ہی ممبر بنائے گئے ہیں۔

یمن کے نو قائم شدہ مدارس میں طلبا جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں۔ صوبہ مذکور کے مختلف حصص میں کئی علما وعظ ونصیحت اور لوگوں کو تعلیم اولاد پر راغب کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ بابعالی نے اصلاحی کمیشن کے احکام کی متابعت وتعمیل کی تمام عہدہ داران یمن کو سخت تاکید کی ہے۔

تمام ممالک محروسہ عثمانیہ میں یکم مئی سے بطریق جدید منی آرڈر کا قاعدہ نافذ ہو گیا ہے۔ ہندوستان کے طریقہ اور یہ فرق ہے کہ یہاں فارم پر کر کے روپیہ مع کمیشن ڈاک خانہ میں دیا جاتا ہے۔ ٹرکی میں جسقدر روپیہ بھیجنا مطلوب ہو۔ اسکے پوسٹل نوٹ خرید کر ایک لفافہ میں بند کئے جاتے ہیں۔ اور مالیت مع پتہ فرستندہ ومکتوب الیہ لفافہ کے باہر لکھدی جاتی ہے۔ بنک نوٹ۔ حصص کمپنی کی سندات اور پرامیسری نوٹ بھی اسطرح بھیجے جا سکتے ہیں۔ مکتوب الیہ اپنے ڈاک خانہ سے پوسٹل نوٹ کا روپیہ حاصل کر لیتا ہے۔ ایک لفافہ میں پچاس ہزار قرش تک کی مالیت کے نوٹ جا سکتے ہیں۔ شرح کمیشن بمعمولی محصول رجسٹری کے علاوہ فی ہزار قرش یا اسکی کسر کے لیئے ایک قرش مقرر کیگئی ہے۔ اور اگر فرستندہ رسید منگوانا چاہے تو فی خط ایک قرش اور داخل کرے۔ اگر کوئی لفافہ ضائع ہو جائے تو اسکی مالیت سکرٹر فرستندہ یا اسکی تحریر پر مکتوب الیہ کو ادا کر یگی۔ اسی نئے قاعدہ کے درست انصرام اور ضروری احتیاط ونگرانی کے متعلق ضروری ضوابط وقواعد مشتہر ہو گئے ہیں۔ قلمرو عثمانیہ کے سردست ۱۱۱ ڈاک خانوں میں اسپر عملدرآمد ہو گا۔ انکی فہرست کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی عراق عرب ولایت ارض روم وصاحب ایمن وحجاز کے اندرونی قصبات کو خارج رکھا گیا ہے۔ چنانچہ بغداد۔ بصرہ۔ ارض روم حلب۔ دیار بکر۔ موصل وغیرہ۔ اور مکہ معظمہ ومدینہ منورہ اور صنعا وغیرہ شامل نہیں۔ البتہ بنادر جدہ۔ حیفا وحدیدہ شامل ہیں۔ یعنے ہنوز صرف سلطنت کی تمام ساحلی قصبات (علاوہ بصرہ وکویت) اور اندرونی علاقہ کے صرف وہ مقام جو ریلوے لائن پر ہیں اس رشتہ انتظام میں منسلک کئے گئے ہیں۔

جاوا اور سوماٹرا کے مسلمانوں پر ہالنڈی حکام کے جور وظلم وحشیانہ میں ابھی تک کچھ کمی واقع نہیں ہوئی مسلمانان ہند کو توقع تھی کہ شاید ہالنڈ ٹرانسوال کا ساتھ دے۔ اور اسطرح حکومت انگلشیہ کو اول الذکر کے ایشیائی مقبوضات کو ظلم وستم سے مخلصی دلانیکا موقعہ ملجائے۔ افسوس ہالنڈ کی عیاری واحتیاط نے اس توقعہ کو پورا نہیں ہونے دیا۔ مگر کیا جلالت مآب قیصرہ ہند اپنی نوکر ڈور رعایا کے تین کروڑ ہم مذہبوں اور خلیفۃ المسلمین اپنے اسی قدر دینی متبعین اور کئی ہزار عرب رعایا کو اس لبیسانہ جبر وستم سے نجات دلوانیکی کبھی کوشش نہیں فرمائینگے۔ اور ان بیزبانوں کو مظالم ناگفتنی کا ہمیشہ کے لئے مورد وآماجگاہ بنا رہنے دیں گے؟ جاوا کے بہی سادات کرام نے مفصل عرضداشت سلطان المعظم کی خدمت میں بھیجکر ہجرت کرانے کی اجازت چاہی ہے شاید اسی عرضی سے حضور ممدوح کو اسطرف توجہ ہو جائے۔ اور وہ ہالنڈی حکومت سے باضابطہ باز پرس کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ انسانی ہمدردی کے رو سے اسکا استحقاق ہر مہذب سلطنت کو حاصل ہے۔

قبیلہ دروز کی مشتہرہ سرکشی کی اس ہفتہ کی ولایتی ڈاک سے کامل تکذیب اور سرغنہ مشائخ کی عفو تقصیر سے قبیلہ کی عقیدت وارادتمندی میں اضافہ عظیم ہو جانیکی خبر کی پوری تصدیق ہو گئی ہے۔

رومیلیا مشرقی سے اکثر مسلمان اسوجہ سے ہجرت کرنے سے رکے ہوئے ہیں کہ ظالم انکے املاک ہی نہیں بکنے دیتے۔ اور ان میں اسقدر استطاعت نہیں کہ اپنی اراضیات کو مفت چھوڑ کر آسکیں۔ اور ہجرت کے رو اول ہی سے نان شبینہ کے محتاج ہو جائیں۔

توپخانہ عامرہ میں ہر قسم کی جو بندوقیں تیار ہوئی ہیں۔ وہ آزمایش پر یورپین ساخت کی بندوقوں کے ہم پلہ ثابت ہوئیں۔ جن جہازات کی اصلاح ودرستی کا حکم صادر ہوا ہے۔ انکی اصلاح زیادہ تر سلطانی کارخانوں میں ہی کیجائیگی۔ جرمن کارخانہ کیل کے علاوہ خاص کارخانہ عامرہ میں بھی نواول درجہ کی تارپیڈو کشتیاں تیار ہو رہی ہیں۔ بحری تقویت کے لئے اسی مستعدی سے اگر چندہ کا کام جاری رہا تو سلطنت عثمانیہ بحری طاقتوں کی فہرست میں جلد پھر اپنی سابقہ منزلت حاصل کر لیگی۔ ۱۸۷۸ء میں وہ یورپ کی تیسری بحری طاقت تھی۔ اور آج بحری طاقتوں میں وہ مطلقاً شمار ہی نہیں ہوتی۔ موجودہ بیڑہ کی درستی سے وہ تیسرے نمبر پر تو نہیں۔ کیونکہ روس۔ اٹلی۔ آسٹریا اور جرمنی گذشتہ بیس برسوں میں بہت ترقی کر گئے ہیں۔ تاہم ساتویں نمبر پر ضرور ہو جائیگی۔ جہازوں کے لئے نئے انجن اور بائلر بھی سلطانی کارخانہ میں بسرعت تیار ہو رہے ہیں۔ انہی دنوں کرپ قسم کی ۵۲ توپوں کی جو توپخانہ سلطانی میں تیار ہوئیں آزمایش کیگئی۔ اور وہ کامل العیار

قحط زدگان ہندوستان کے لیے چندہ جمع کرنیکا فرمان سلطانی صادر ہونے پر سلطنت کے مقتدر افریقی حصہ مصر میں بھی فراہمی چندہ کی تحریک بڑے زور سے ہو گئی ہے۔ ترکی وعربی اخبارات ابنائے ملک کو مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد پر دستگیری کی مسلسل تحریروں سے ترغیب دلا رہے ہیں۔

پیسوں کی قلت کیوجہ سے جلالت مآب نے تیس لاکھ روپیہ مالیت کے پیسے مسکوک کئے جانیکا حکم صادر فرمایا ہے انکا وزن اور حجم موجودہ پیسوں سے متفاوت ہو گا۔ قالب دو مہینوں میں تیار ہونگے اور کل مقدار دو برس میں مضرب ہو گی۔ پانچ پارہ مالیت کا سکہ پانچ قیراط اور دس پارہ کا سکہ دس قیراط وزن میں ہو گا۔ ایک قرش چالیس پارہ کا اور ہندی سکہ کے لحاظ سے ۲ر کا ہوتا ہے۔ ان پیسوں کے ایکطرف وسط میں سلطانی طغرا اور طغرا کے متصل لفظ الغازی ہو گا۔ دوسری طرف (عزتہ ضرب فی قسطنطنیہ) ہلال کے اندر ہو گا۔ اس کے سامنے ستارہ اور ستارہ کے نیچے سکہ کی مالیت ۵ یا دس کا عدد۔ اور اوپر ۱۲۹۳ھ ہجری ہو گا۔ جو سلطان المعظم کا سنہ جلوس ہے۔

دمشق وحجاز تلغرافی لائن کے لئے لندن کے کارخانہ سیمن سے ۶ لاکھ روپیہ مالیت کی تار خریدیگئی ہے۔ سلسلہ تار کو جلد مکمل کرنے کے لئے تاکید اکید فرمان پر فرمان صادر ہو رہے ہیں۔ حجاز کے علاوہ سلطنت کے باقی حصص میں بھی جہاں کہیں ضرورت ہو۔ سلطان المعظم نے فی القور تار کے سلسلہ بڑھانے کا حکم صادر فرمایا ہے۔

ٹرکی میں قاعدہ ہے کہ جب کسی فنڈ کے لیے چندہ کھولا جائے تو اسکے لیے مختلف قیمتوں کے ٹکٹ جاری کئے جاتے ہیں کہ انکی جسقدر مقدار کوئی چاہے خرید لے قحط زدگان ہند کے فنڈ کے لیے تین مدارج کے ٹکٹ جاری کئے گئے ہیں۔ جنکی قیمت سو پچاس اور ۱۵ قرش رکھی گئی ہے۔ جلالت مآب نے انکی مقدار عظیم خرید فرمائی ہے۔

سلطان مراکو کا میر حاجب فوت ہو گیا ہے۔ اور وزیر اعظم احمدبن موسی بدستور صاحب فراش ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سلطان عبدالعزیز ایسا مغموم ہو رہا ہے کہ اسنے محل سے باہر نکلنا قطعاً چھوڑ دیا ہے۔

ادھر فرانس اور ہسپانیہ کے غاصبانہ عمل ہر دو رنیا پیر ایہ اختیار کر رہے ہیں۔ خبر ہے کہ فرانس نے اور فوج نخلستان توات کو روانہ کی ہے۔ انگلستان کو اگرچہ مراکو سے کوئی خاص تعلق نہیں۔ لیکن وہ یہ کبھی گوارا نہیں کر سکتا کہ جبرالٹر کے مقابل کا ساحل اور مرکشی بندرٹانجیر پر کسی یورپین طاقت کا قبضہ ہو جائے۔ کیونکہ وہاں پر قابض ہو جانے سے ایسی طاقت جب چاہے آبنائے جبل طارق کی راستہ کو مخدوش کر سکتی ہے فرانس کی یہ مستعدی اسی لحاظ سے تاسف بخش نہیں کہ اس سے ایک اسلامی ریاست کی زندگی کا بیمانہ لبریز ہوا جاتا ہے۔ بلکہ اس خیال سے بھی۔ کہ بحالات موجودہ اکثر مدبرون کے نزدیک فرانس کی یہ عاصبانہ کارروائی انگلستان کے حق میں مضر ہوئے بغیر نہیں رہیگی۔ مسٹر سٹیڈ ریویو آف ریویوز کے اڈیٹر لے تو چند مہینے ہوئے یہاں تک لکھدیا تھا۔ کہ انگلستان کو ٹرانسوال کے مخمصہ میں مبتلا پاکر فرانس اور سے

دق کرنے کے لیے پہلے مراکو میں ہی چھیڑ خانی کریگا۔ اور اسطرح انگلستان کو اپنے بیڑہ کا حصہ کثیر مراکو کی طرف بھیجنے پر مجبور کر کے پھر یکبارگی انگلستان پر حملہ کردیگا۔ اس قیاس کے پہلے حصہ کے درست ثابت ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُسکا دوسرا حصہ بھی جو مجذوب کی بڑ سے زیادہ نہیں ضرور صحیح نکلیگا۔ لیکن ایک اسلامی سلطنت کی بربادی کے لازمی رنج و افسوس کے علاوہ صورت موجودہ دنیا کے عام امن کے لیے بھی اچھے آثار نہیں رکھتی۔ لارڈ بیکنسفیلڈ متوفی کی ایک پیشینگوئی ہے کہ ایکدن مراکو کی طفیل یورپ کو جنگ میں مبتلا ہونا پڑیگا۔ موجودہ آثار اس پیشینگوئی کو تقویت دے رہے ہیں۔ انسان جب ایک معمولی قابلیت رکھنے والے شخص کی چالوں کی تہ کو بعدوم پہونچنے سے معذور ہی تو بڑے بڑے مدبروں کی چالوں کو سمجھ سکنے کا ادعا جنکی ساری عمریں اسی داؤ پیچ میں صرف ہوئی ہیں لاف زنی سے کم نہیں ہوسکتا۔ تاہم ایکطرف مغرب الاقصے میں انگلستان اور اسلام کے ایک قدیم دشمن اور دوسری طرف مشرق الاقصے میں اسیوقت انکی ایک ویسی ہی زبردست دشمن کا اپنی چالبازیوں میں مشغول و منہمک ہونا اور نایرہ فساد کا مشتعل کرادینا خالی از علت نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ گو ہمنے پری ٹوریا کو فتح اور غنیم کے ملک کے حصہ کثیر کو مسخر کرلیا ہے۔ لیکن اُسکی قوت مدافعت میں فی الحقیقت ابھی کوئی نمایاں کمی نہیں ہوئی۔ اب تک اوسمیں جسقدر فرق پڑا ہے وہ زیادہ تر اخلاقی قسم کا ہے۔ مادی لحاظ سے وہ چنداں کم نہیں ہوئی۔ اور جبتک اس طاقت کو بالکل معدوم نہ کردیا جائے۔ انگلستان جنوبی افریقہ سے فوجکا کوئی زیادہ حصہ ابھی کئی مہینوں تک واپس نہیں منگا سکیگا۔ ایسی حالت میں دنیا کے دو مختلف موقعوں پر جنمیں اگرچہ بعد المشرقین و المغربین ہے۔ لیکن دونو کے ساتھ انگلستان کے نہایت اہم تعلقات ملکی و تجارتی وابستہ ہیں ان دونو دشمنوں کا غالبانہ چالیں چلنا شروع کردینا موجب تشویش ہونے سے خالی نہیں ہوسکتا۔ انگریزی نائب وزیر خارجیہ نے پچھلے مہینہ پارلیمنٹ میں ایک سوال کے جواب میں بیان کیا کہ "انگریزی گورنمنٹ کو تو ابتک فرنچ افواج کی نقل و حرکت کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ یہ علاقہ حکومت مراکو کی حدود مملکت میں داخل ہے"۔ اس سے اگرچہ یہ واضح ہورہا ہے کہ انگریزی حکومت اسطرف سے غافل نہیں اگر وہ قوات کو مراکشی مقبوضہ و علاقہ سمجھتی ہے۔ لیکن ابسپر فرنچ فوج کے متصرف ہوجانے کی خبر کے ہفتوں سے عام مشہور ہوجانے کے باوصف ابتک انگریزی حکومت کیطرف سے کسی طرح کا اعتراض کئے جانے کی خبر نہ موصول ہونے سے تشویش میں لازمی طور پر کوئی کمی واقع نہیں ہوسکتی۔

بوسنیا میں آسٹردی حکومت کا جور و ظلم اس حد تک بڑھگیا ہے کہ کسی وحشی سے وحشی حکومت میں بھی اسکی نظیر مشکل سے مل سکتی ہے۔ یہ اوس نیک بخت و آزاد منش و کمال مہذب سلطنت کی کارروائی ہے جسے بظاہر محض اس بدنصیب صوبہ کو ترکوں کی بدانتظامی کی مزمنہ خرابیوں سے مخلصی دلاکر خوشحال بنانے کی غرض سے اسکا قبضہ ۱۸۷۸ء میں دیا گیا تھا۔ مسلمانوں کو جاہل۔ وحشی۔ اور ناقابل بنانیکا کوئی ذریعہ نہیں جس سے کام نہ لیا جاتا ہو۔ مسلمان پہلوہی سے ان باتوں کے دلدادہ۔ انہوں نے اپنی طرف سے بھی حکومت کی اس مدعا کو پورا کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ فسق و فجور کا عام دور دورہ ہوگیا۔ علم و فضل کا نام دن بدن مفقود ہوتا گیا۔ خود غرضی۔ بزدلی۔ اور تمام اوصاف رذیلہ روز بروز زیادہ پھیلتے گئے۔ اور ان سبکا جو لازمی ثمرہ ہوتا ہے وہی انکو بھی ملا۔ کہ افلاس محض اور حیوان سیرت انسان ہوگئے۔ تاہم چند خدا کے بندے ایسے موجود تھے۔ جنسے قوم کی یہ پستی و ذلت نہ دیکھی گئی۔ سرسید مرحوم کیطرح انہوں نے بھی اسکا چارہ تعلیم اور صرف تعلیم کو سمجھا۔ حکومت سے اسبارہ میں مدد ملنے کی توقع سرے سے فضول تھی۔ اسکے حصول کے لئے کچھ کوشش کیگئی۔ انکے پاس صرف یہی تدبیر تھی کہ جو معدودے چند اسلامی مکتب برسر کام باقی رہ گئے ہیں۔ انمیں نئی زندگی پھونک کر انکے نصاب تعلیم میں بھی ساتھ ہی زمانہ کی ضروریات کے مطابق اصلاح کریں۔ لیکن رعیت پرور اور روشن خیال آسترین گورنمنٹ اسے کب گوارا کرسکتی تھی۔ ایسے تمام مصلحین گرفتار کر کے حوالاتوں میں بند کردیئے گئے اور جب تک انسے آئندہ کے لیے ایسے "مجرمانہ افعال" سے محترز رہنے کا عہد نہ لے لیا گیا۔ انکو رہائی نصیب نہ ہوئی اسی آسترین حکومت کی ایک اور ہم مذہب حکومت یعنے سلطنت انگلشیہ میں تو قوم کی ترقی و فلاح میں کوشش کرنے والے اپنی قوم کے علے الرغم محض یا زیادہ تر حکومت اور احکام کی اعانت و امداد ہی سے فائز المرام ہوں۔ اور انہی کوششوں کی وجہ سے اول الذکر میں ہمدردان قوم سرکاری عذاب کے شکنجہ میں مبتلا ہوں۔ یہ بین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ یہ اسی مختلف سلوک اور متضاد پالیسی کا نتیجہ ہے کہ جہاں سلطنت انگلشیہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی ہورہی ہے۔ اور ہر فرقہ و مذہب کی رعایا اپنی حکومت کی سچے دلسے مطیع فرمان اور ضرورت کے وقت جان و مال سے حاضر ہے۔ اُدھر ان ظالم حکومتوں کو ایک دم کے لئے بھی اندرونی مخمصوں ہی سے بیفکری حاصل نہیں اور انکی اپنی ہی رعایا موقعہ ملنے پر انکا شیرازہ پراگندہ کرنے کو تیار بیٹھی ہیں۔ انکی رعایا کی بدنصیبی تو ظاہر ہی۔ مگر وہ خود بھی فی الحقیقت سخت بدنصیب ہیں کہ ایسی بیّن و بدیہی مثال سے بھی کچھ فائدہ نہیں اٹھاتیں اور اپنے ہاتھوں اپنی بربادی کے سامان فراہم کئے چلی جاتی ہیں۔

جلالت مآب سلطان المعظم کو اگست آئندہ میں بحساب قمری تخت خلافت پر متمکن ہوئے تخمیناً پچیس برس ہوجائینگے۔ اور بحساب شمسی ۲۴ برس۔ اس ربع صدی کی تکمیل پر کل سلطنت اپنے فرمانروا کے احسانات کے شایان شان جو اسنے ملک و ملت پر کئے ہیں خوشی و ممنونیت کا اظہار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اور ابھی سے اسکی تیاریاں شروع ہوگئی ہیں۔ حکومت بھی کئی طرح سے اس مبارک و مسعود موقعہ کی یادگار قائم کریگی۔ از انجملہ ایک یہ ہے کہ اس تاریخ کو ڈاک کے نئے ٹکٹ جاری کئے جائیں اُنکے نمونے منظور ہوچکے ہیں۔ اور باغلب وجوہ انکی تیاری شروع ہوگئی ہوگی۔ اوسکے اوپر کے حصہ میں یہ الفاظ ہونگے "برستہ دولت علیہ عثمانیہ" نچلے حصہ میں "جلوس ہمایون ہیامن مقرون حضرت خلافت پناہ ہینک یکری بشنبی سنہ دوریہ مسعودہ سی" دائیں طرف سنہ ۱۳۱۰ ہجری۔ اور بائیں طرف "دولت علیہ عثمانیہ ۶۰۰" سنہ ہجری خاندان عثمانیہ کی بنا و ابتدا کا سن ہے۔ بلگیریا اور مشرقی رومیلیا کے مسلمان اس موقعہ پر نادر تحفہ بارگاہ سلطانی میں پیش کرنے کے لئے جواز قسم مصنوعات ہوگا چندہ جمع کر رہے ہیں۔

امریکن کارخانہ ادویہ چیمبرلین کا ایجنٹ مسٹر ہیرس کل دنیا کے گرد تیسرا دورہ ختم کر کے جسمیں اُسنے اپنے کارخانہ کی ادویہ کے اشتہار و فروخت کے لیے تقریباً ہر شہر میں انتظام کیا۔ مارچ میں اپنے ملک واپس پہونچا۔ صرف ہندوستان میں اُسنے ۱۱ مختلف زبانوں کے اخباروں میں اشتہار دیا۔ جزیرہ جاوا اور اوسکے دارالخلافہ بٹاویا کی نسبت وہ اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے کہ میںنے ایسا خوبصورت اور زرخیز ملک اور ایسا پاکیزہ۔ آرام بخش اور فرحت انگیز شہر کل دنیا میں کہیں نہیں دیکھا۔ جاپانی ترقی کو وہ نمایشی اور وہانکے سوداگروں کو سخت بدعہد اور بے ایمان بتاتا ہے۔ برعکس ازیں چینی تجار کا بڑا اہل ہے کہ وہ صداقت و راست بازی کی روح اور مجسم الیفا عہد ہیں۔ بالآخر قحط ہندوستان قحط زدگان کی مصائب اور گورنمنٹ کی فیاضانہ امداد کا ذکر کر کے امریکن خاتون لیڈی کرزن کی نسبت بڑے فخر سے لکھتا ہے کہ ہر امریکن اس خاتون پر جسقدر ناز کرے اُسے زیبا ہے۔ اُسنے اپنے اوصاف سے ہر فرد بشر کو اپنا گرویدہ بنالیا ہے۔ اور نامدار خاوند کو اپنے فرائض کے انصرام میں اُس سے قابل قدر مدد ملتی رہتی ہے۔

خدیویہ کمپنی کا جہاز شیبانی جو جزیرہ نما سینیا کے قریب غرق ہوا تین سو تاتاری۔ ایرانی۔ عثمانی شامی اور مصری اور چند انگریز مسافر سوار تھے۔ ان سبکو تین دن بے آب و دانہ رہنا پڑا۔ مسٹر ولفرڈ بلنٹ بھی جہاز پر سوار تھے۔ انکا بیان ہے۔ کہ جو مردانہ استقلال و صبر و تحمل ان مسلمان حاجیوں بلکہ انکی عورتوں اور بچوں تک نے اس کرب عظیم اور سخت مایوسی کے موقعہ پر دکھایا۔ وہ اُنہی کا حصہ ہے۔ اہالی یورپ کیطرح غم غلط کرنے کے لیے مصنوعی ہنسی اور بشاشت کا نام نہ تھا۔ نہ بزدلوں کیطرح آہ و زاری کی۔ جنکا خاصہ ہے کہ مصیبت کیوقت تو خدا کے سامنے گڑگڑاتے ہیں اور اسکے دور ہوجانے پر پھر شتر بے مہار ہوجاتی ہیں وہ خداوند کریم سے نجات کی التجا کرتے رہے۔ مگر مردوں کیطرح۔

ٹائمز مخبر ہے کہ اُس شترکہ اعتراض کے باوصف جو سفراء دول نے فروری گذشتہ میں پیش کیا تھا۔ بالجمال نے ایک نیا مراسلہ سفیروں کو اطلاع دی ہے کہ اُسنے گیلی پولی میں محصول چنگی لیجانیکا دستور نافذ کرنیکا فیصلہ کردیا ہے۔

یونانی سفارت نے بلغار کو اطلاع دی ہے کہ وہ قونصلیہ کے متعلق بلغاریہ کے ان مطالبات کو جو ۱۰ اپریل کو پیش کئے گئے تھے منظور نہیں کرسکتا۔ تمہیدی مصالحہ ہوچکا ہے۔ قونصلیہ کے متعلق بلغاریہ کے مطالبات کے ورود تک کوئی کارروائی نہیں ہوگی۔ آخر فیصلہ میں بہت دن لگیں گے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ بلغاریہ کے تمام کانفرنس میں سفارت کے تعلق ہوگئے۔ وہ قونصلیہ جاپان کی نیابت میں جسمیں مخلف جاپان کی نیابت کرتا ہ

تار کی خبرین

معاملات مشرق الاقصےٰ - لنڈن ۲۶ مئی - جاپان کے تمام بناورین اس خیال سے کہ لڑائی عنقریب ہوا چاہتی ہے - تار پیڈو بچھا دئے گئے ہین - جرمن مغربی افریقہ کے شمالی حصہ میں ریلوے بنانے اور تانبے کی کانیں کھودنیکے لئے ایک جرمن انگریزی کمپنی تین کروڑ روپیہ کے سرمایہ سے قائم ہوئی ہے - لارڈ لینسڈون و نیز جنگ نے پارلیمنٹ مین بیان کیا کہ بیس ہزار آدمی ریزرو فوجسے طلب ہو چکے ہین - انکو ہمیشہ فوج میں حاضر باش نہین رکھا جائیگا - ایسا کرنیسے تین کروڑ روپیہ سالانہ خرچ بڑھ جائیگا - بارہ رجمنٹین پیدل فوج میں اور تین رجمنٹیں سوار فوج مین بڑہائی گئی ہیں - فی سوار رجمنٹ پانسو آدمی ہونگے - سات اسپی توپخانہ کی نئی باٹریان مرتب ہو چکی ہین - نیز میدانی توپخانہ کی مجوزہ ۳۶ نئی باٹریون میں تیس باٹریان **چین** - سرکاری فوج سواران پر باغیون نے حملہ کرکے ایک کرنیل اور ستر سوار قتل و زخمی کئے - (۲۹ - مئی) باغی چینیون نے ۲۸ کی شام کو پیکن سے ۲۹ میل کے فاصلہ پر ایک ریلوے سٹیشن کو جلادیا - لائن کو اکھاڑ دیا اور کئی چینی ملازمونکو قتل کردیا - اب وہ پیکن کیطرف بڑہے جارہے ہین - متذکرہ صدر سٹیشن سے اگلے سٹیشن کے انگریز اور بلجیم باشندے شہر سے بھاگ گئے ہین - بندر ٹینٹسن اور پیکن کے درمیان ٹرینون کی آمد و رفت بند ہوگئی ہے - سفرا نے چینی حکومت سے دریافت کیا ہے کہ آیا وہ باغیون کا کچھ تدارک کرنا چاہتی ہے یا نہین - **روس** کو کوریا کے بندر مسام فو میں بقول نائب وزیر خارجیہ انگلستان صرف ویسے حقوق ملے ہیں جیسے کہ پہلے سے جاپان کو وہان حاصل ہیں - انگریزی گورنمنٹ کو کچھ خبر نہین کہ روس حال کردہ قطعہ پر قلعے بنانیکا عزم رکھتا ہے - **باغیون** نے دوسرے متذکرہ صدر سٹیشن کو بھی جلادیا ہے اور اوس سے چھ میل پرے کئی بلجین خاندانون کا محاصرہ کئے ہوئے ہین - ٹینٹسن مین صرف ۲۵ - انگریزی سپاہی اور کچھ والنٹیر ہیں - سفرا صورت موجودہ پر جو سخت ہولناک ہے غور و فکر کر رہے ہین - +

مسٹر میکلین ممبر پارلیمنٹ نے گورنمنٹ کو خزانہ انگلشیہ سے قحط زدگان ہند کی مدد کرنیکی صلاح دی ہے - نواب وزیر ہند نے کہا کہ اگر گورنمنٹ ہند کے وسایل غیر مکتفی ثابت ہوئے تو خزانہ انگلستان سے مدد دیجائیگی سردست مدد لینا فضول ہے - (۳۰ - مئی) - **امریکن** گورنمنٹ نے اپنے امیر البحر کو حکم بھیجدیا ہے کہ بشرط ضرورت دیگر دول کے ساتھ وہ بھی خشکی پر فوج اتار دی - بحر الکاہل مین اسوقت ۵۵ - امریکن جہاز موجود ہیں - **بلجین** محصور چھڑا لئے گئے ہیں - بندر ٹینٹسن مین چند روسی - ایک فرنچ - ایک اطالین اور دو انگریزی جہاز پہونچ گئے ہین - اور روس - جاپان - امریکہ - جرمنی - اٹلی - اور انگلستان کے جہازون سے ایک ایک سو سپاہی خشکی پر اتار دئے گئے ہین - مگر والیسرا نے بلا اجازت گورنمنٹ اونکو پیکن جانے سے روکدیا ہے - (۳۱ مئی) آج صورت حال کسیقدر سنبھل گئی ہے - چینی فوج نے مقامات فساد و بغاوت پر قبضہ کرلیا ہے - چینی حکام نے روسی دستہ کو تا کو قلعون سے پیکن کیطرف آگے نہ بڑہنے دیا - (بعد کی خبر) انگریزی - امریکن - اطالین - جاپانی فرنچ اور روسی دستے آج سپیشل ٹرین پر ٹینٹسن سے پیکن کو روانہ ہوگئے - کل ہیں ۴۲ - افسر ۳۴۴ سپاہی مع پانچ توپون کے ہین - خیال ہے کہ پیکن کے دروازہ پر انکی مزاحمت کیجائیگی - +

خدیو مصر کو لنڈن میونسپلٹی ایڈریس پیش کریگی - سرو ائٹ ۵ - جولائی کو جبرالٹر کی گورنری پر ولایت سے روانہ ہوں گے - +

یکم جون - ٹرانسوالی گورنمنٹ نے ڈربرگ کو اپنا صدر مقام بنایا ہے - کل جوہانسبرگ اور پریٹوریا کے وسط میں غنیم سے لڑائی ہوئی جرنل فرنچ نے لارڈ رابرٹس کی فتحیابی پر قیصر ہند کو بڑے تپاک کے ساتھ مبارکباد کا پیغام بھیجا ہے - مشرقی فری سٹیٹ کے مقام سنی کال میں ۲۹ مئی کو جنرل رنڈل کی غنیم سے سخت لڑائی ہوئی جو شام تک غیر منفصل رہی - مغربی گریقالینڈ میں جاگیرداری فوج نے ۲۸ مئی کو باغیونکا ایک کمپ پکڑ لیا - ہمارا ایک میجر تین سپاہی قتل اور تین افسر ۱۷ سپاہی زخمی ہوئے - لورنزو مارکوس سے ٹرانسوال تک آمد و رفت پھر جاری ہوگئی - چین کے بندرگاہ ٹینٹسن میں ایک بیمہ کمپنی کا دفتر تمام و کمال جلگیا - اور ایک بنک کو بھی کچھ نقصان پہنچایا آگ شرارت سے لگائی گئی - جنرل مانسی کے قافلہ میں کمکی فوج کا کچھ حصہ ۲۶ مئی کو داخل ہوگیا - گورنر بیمار اور زخمی لیکر ساحل کو واپس آرہا ہے - اسنے ۲۰ مئی کو بمقام فنسو پہنچنا تھا - وہ مقام پراہ سے جہاں کرنیل کارٹر کی فوج باغیون کے مقابلہ کے لئے جمع ہے ۱۵ میل شمال میں ہے - چینی گورنمنٹ نے اجنبی افواج کو پیکن آنیکی اجازت دیدی ہے - حالت بظاہر بیقدر سنور گئی ہے لیکن قیصرہ در پردہ مفسدونکی معاون ہے (اور روس قیصرہ کا - وکیل)

۲ جون - ٹرانسوال کے وزرا مقام لیڈن برگ میں جمع ہو رہے ہیں - ایک ٹرین پریٹوریا کے سٹیشن میں مہمات اسلحہ و غرض کیلئے تیار کھڑی رہتی ہے کہ آخری لمحہ باقی وزرا کو بھی فی الفور پریٹوریا سے نکال لیجائے جوہانسبرگ میں انگریزی قبضہ سے پہلے باشندے ایسی برافروختہ ہو رہے تھے کہ انگریزی قیدیونکی ایک جماعت کو کمانڈر شبل بیحرمتی سے بچا سکا - جرمسٹن قبضہ ہونیسے بعد بھی غنیم کے مختلف دستون سے اسکے اردگرد خاصی لڑائی ہوئی - ہماری سپاہ کی حالت بہت اچھی ہے مگر وہ بقولات اور ڈبل روٹی کو ترس رہی ہے - جنرل وارن اور انکی سات سو سپاہ پر بتاریخ ۲۹ مئی مغربی گریقالینڈ کے ایک ہزار باغی ڈچون نے حملہ کیا - اور انگریزی سپاہ کے گھوڑونکو منتشر کردیا - مگر آخر پسپا کردی گئی - ہمارے ۱۵ قتل اور تیس زخمی ہوئے باغی کئی لاشیں چھوڑ گئے - اور زخمیونکو اٹھا لیگئے - ۲۸ مئی کو ایک اور انگریزی دستہ کا ضلع پریسکا میں باغیون سے مقابلہ ہوا - ہمارے سات قتل ۱۸ زخمی ہوئے - باغیونکا بہت نقصان ہوا - انکے بیس گرفتار ہوئے اور انکا کمپ چھین لیا گیا - وہ دو طرفہ آتشبازی میں گھر جانیکی باوصف مردانہ مقابلہ کرتے رہے - کروگر کی نسبت مختلف افواہیں ہیں بعض کا مدعا ہے کہ وہ لورنزو مارکو سے مذبذب پھر ٹرانسوال لوٹ گیا ہے - دوسری روایت ہے کہ وہ لیڈن برگ میں ہے بعض کہتے ہیں کہ اسنے ہالینڈ کے شہر امسٹرڈم میں ایک ہوٹل کرایہ لے لیا ہے - ایک روایت ہے کہ وہ سخت بیمار ہے اور بحری سفر نہیں کرسکتا - **لنڈن** - لنڈن میں لارڈ رابرٹس کی فتح کی عالیشان یادگار بنانیکی تجویز ہو رہی ہے جیسی کہ پیٹ نلسن اور ولنگٹن کی ہیں - لارڈ روزبری نے مراسلہ شائع کیا ہے کہ جنگ ہمیشہ کئی برکتونکا باعث ہوتا ہے - ہمکو لازم ہے کہ اپنی سلطنت کی حفاظت کے لئے یکدل رہیں - **عام** خیال ہے کہ ممبران پارلیمنٹ کا عام انتخاب اکتوبر میں ہوگا - **چین** کے سات سو مفسدون نے ٹینٹسن کے قریب تیس یورپینوں پر حملہ کرکے چار کو قتل اور اکثر کو زخمی کیا - اجنبی دستے یکم جون کو پیکن میں داخل ہوگئے - **جنرل** فرنچ کے سوار دنکا بوئر ۲۸ و ۲۹ مئی کو برابر مقابلہ کرتے رہے اب وہ جوہانسبرگ کے شمال میں ہے - ان دونوں میں جنرل مذکور کے دو سوار قتل دو افسر ۷ سوار زخمی ہوئے - کیپ کولونی کے قصبہ گراف میں آٹھ سو معزز ڈچ باشندون نے جلسہ کرکے فیصلہ کیا ہے کہ انگلستان نے ناحق لڑائی کی اور کہ اگر اس نے فری سٹیٹ اور ٹرانسوال کو ملحق کیا تو جنوبی افریقہ سے امن و صلح ہمیشہ کیلئے معدوم ہوجائیگی اسکے ساتھ ہی انگلستان کینیڈا - آسٹریلیا کے باشندگان کو واقعات اصلی بتانیکے لئے وکلا کا انتخاب کیا گیا - **انگریزی** فوج فری سٹیٹ کے قبضہ ہلبرون پر ۲۹ مئی کو پھر قابض ہوگئی - راستے میں اسکے آٹھ سپاہی قتل اور چار افسر ۳۳ سپاہی زخمی ہوئے جنرل رنڈل کی فوج کے ۲۹ مئی کو تیس قتل ڈیڑھ سو زخمی ہوئے جنرل رنڈل اور پرہانٹ اب مقام فکس برگ کے قریب فری سٹیٹی فوج کو گھیرے ہوئے ہیں -

۲ جون کو پری ٹوریا کے اردگرد دس ہزار بوئر فوج اور ایک متصل مقام میں ایکاور زبردست جمعیت موجود تھی - پریذیڈنٹ کروگر ابھی تک مقام واٹروال میں ہے - جنرل رنڈل نے ۲۹ مئی کو بویر و نیز مقام لنڈلی سے یہاں پانسو جاگیرداری سپاہ تھی انکی توجہ ہٹانیکے لئے حملہ کیا - اور سارا دن معرکہ آرا رہکر آخر اپنے مدعا میں کامیاب ہوا - مگر بعد کی مصدقہ خبر ہے کہ جاگیرداری فوج دشمن کے پنجہ سے نرچ سکی وکیل) اس لڑائی میں ہمارے ۳ قتل اور ۱۵ زخمی ہوئے - بوئرونکا کمانڈر بھی زخمی ہوا - جنرل کلیمنٹس سنی کال پہنچ گیا ہے اور جنرل پرہانٹ فکسبرگ - تمام باقیماندہ فری سٹیٹی فوج مقابلہ کیلئے جمع ہوگئی ہے - فری سٹیٹ میں اس ہفتہ کئی معرکے ہوئے ہیں جنکی خبریں بسبب تضاد و مہمل ہونیکے شائع نہیں ہوئی ہیں سوائے آخری نتیجہ کے کہ انکے متعلقہ حالات پر بہت کم روشنی پڑتی ہے وکیل) لارڈ رابرٹس نے یکم جون کو جوہانسبرگ میں ماموریا ہے باقی پریٹوریا کی سڑک پر مقیم ہے تا انتظام جدید شہر کے پرانے عہدہ دار بحال رکھے گئے ہیں -

۳ جون - جوہانسبرگ کی قلعہ سے ہمکو صرف تین توپیں ملیں - ۳۰ کے معرکہ میں ہماری فوج کو ایک بڑی توپ اور اچھا کڑا سامان حرب و خوراک کے ملا اور ایکسو قیدی جاگیرداری فوج جو کہ وہ کرونسٹاد سے لنڈلی جارہی تھی بوئرون نے حملہ کرکے اسکے کچھ نقصان پہنچایا جنرل ہملٹن کے دستہ میں ۲۹ کے معرکہ میں نو افسر قتل و زخمی ہوئے - بوئر ابھی تک لینگ نک میں موجود ہیں اور کچھ فری سٹیٹی ڈرگنیز برگ کے دروں میں جنرل ہلڈ یارڈ ڈیورکٹ کیطرف سے لینگ نک پر بازو سے حملہ کرنیکے لئے بڑھ رہا ہے - **۴ جون** - پری ٹوریا میں سخت سراسیمگی پھیل رہی ہے - کروگر اور سٹین لیڈن برگ کو گئے ہیں اور دس لاکھ پونڈ نقد ساتھ لیگئے ہیں - پری ٹوریا میں وطنی و اجنبی باشندون نے سرکاری گودام لوٹ لئے ہیں

روز بازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد اسپرنٹنڈنٹ مطبع کے اہتمام سے چھپا

کتب خانۂ اسلامیہ امرتسر کی چند جدید الطبع بنظیر و نایاب کتابیں

سراج منیر اردو ترجمہ تفسیر کبیر

یہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ کی عظیم الشان تفسیر کبیر کا اردو ترجمہ ہے جو کمال عرقریزی - جانفشانی اور صرف زر کثیر سے چھاپا گیا ہے رازی علیہ الرحمۃ کی جادو بیانی - سحر نگاری - بلند پروازی یعنی طرازی - طرز تحریر تحقیق مضامین کی نسبت کچھ کہنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے - اسوقت تک جسقدر علمائے متقدمین ومتاخرین و ماہران علوم فلسفہ گذرے ہیں رازی کی معجز نما تحریر کا لوہا مان گئے ہیں قرآن کریم کی تفسیر میں قلم توڑ ڈالا ہے - گویا یہ وہ تفسیر ہے جسکا ثانی ملنا محال ہے اسوقت ہندوستان میں جسقدر تفسیریں موجود ہیں یہ ان سب کا مخزن ہے مخالفین اسلام کے جواب جس خوبی اور خوش اسلوبی سے دیئے گئے ہیں دنیا میں اسکا نمونہ نہیں ملیگا - ہر ایک آیت کی تفسیر میں اسکا شان نزول مع وجہ ثبوت مطابق وتسلسل دیگر آیات و تقابل احادیث صحیحہ و معتبرہ معہ اقوال صحابہ کرام و علمائے عظام اس شرح وبسط کیساتھ کیا گیا ہے کہ دیکھنے پر منحصر ہے - بڑی بڑی دقیق اور مشکل مسائل کو براہین قاطعہ و دلائل ساطعہ سے حل کیا گیا ہے - ہم دعوے کی ساتھ یقین دلاتے ہیں کہ اس تفسیر کے ہوتے ہوئے کسی دوسری تفسیر کی ضرورت نہیں -

ہر ایک آیت پر جسقدر شبہات اور سوال ہو سکتے ہیں یا مخالفین نے کئے ہیں اُن کے دندان شکن جواب سوال وجواب کے پیرایہ میں مع دلایل عقلی و نقلی دیئے گئے ہیں - عام مفسرین نے قرآن کریم کی تفاسیر میں جسقدر رطب و یابس بھر دیا ہے یا اپنی غلط فہمی سے مغالطے کھائے ہیں یا خوش اعتقادی کی روایات کو درج کیا ہے اُن کی احسن طریق سے بتحقیق انیق دھجیاں اڑائی گئی ہیں ؛ گویا یہ تفسیر تمام علوم محققہ کا دریائے بیکراں ہے -

مخالفین اسلام کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر وہ قرآن کریم پر کوئی اعتراض کرنا چاہیں - یا اسلام کی مقدس کتاب کو بغرض تحقیق حق دیکھنا چاہیں تو پہلے تفسیر کبیر اردو (سراج منیر) کو غور سے پڑھیں - امید ہے کہ اسکے مطالعہ سے مخالف منکروں کے زنگ خوردہ دلوں کی قلعی کھل جائیگی - اور بیساختہ الحق غالب پکار اُٹھینگے - اور قرآن کریم کو ایک سچا رہنما اور زندہ معجزہ پائینگے ؛

تقطیع کلاں ۲۰×۲۶ - کاغذ سفید ڈبمئی - لکھائی چھپائی عمدہ - صفحات ۵۳۶

قیمت فی جلد چار روپیہ (للعہ) محصول ڈاک بذمہ خریدار

فی امور الآخرۃ بدور الخانوادہ کا اردو ترجمہ

مصنفہ شیخ العرین عمدۃ الفقہا والمحدثین عبدالامن ابوبکر بن ابی بکر سیوطی رضی اللہ عنہ

قرآن کریم کے بارہ میں آئی ہیں - اقوال قدیمین عظام سے تفسیر کی گئی ہے - ۲۰۵ باب میں ایک ایک باب کا شرح آیات قرآن کریم کے ساتھ ساتھ ہے - مفصل فہرست مضامین دلبسط کے ذکر کیا گیا ہے - اس کتاب میں شامل ہے - تفسیر آیات - تفسیر احادیث نبوی - کلام صحابہ کرام - اس کتاب میں مصنف علام نے اس کتاب کا ماخذ بیان کیا ہے - صحیح بخاری - صحیح مسلم - کتاب الترغیب - تفسیر ابن کثیر - تفسیر ابن جریر - تفسیر آیات کی جو احوال قیامت کتاب الجنت - کتاب النار - ابوداؤد - تفسیر ابن ماجہ - نسائی - کتاب الطاعات والعصیان - کتاب العظمت - زوائد مسند ابویعلیٰ - کتاب الزہد - کتاب الحلیہ امام ابونعیم - کتاب الدعا - کتاب الکلام - کتاب الاہوال - کتاب الایمان - کتاب الرویۃ - کتاب الشفاعۃ - کتاب الاصول - وغیرہ وغیرہ - اس کتاب میں ایک ایک آیت کی تفسیر میں ایک ایک کتاب کا مضمون درج کیا گیا ہے - ہر ایک مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے - بلحاظ عظمت و نفاست طبع نہیں ہوئی - اس کتاب کی کاغذ عمدہ دبیز - قطع خوش نما - ۲۶×۲۰ - ۵۰۰ صفحہ - قیمت فی جلد مع محصول ڈاک ۹ روپیہ - خط صفحات ۲۶۰ - اردو

تحقیق الکلام فی مسئلۃ البیعت والالہام

مولانا مولوی ابوعبداللہ غلام علی کی نادر تصنیف ہے - اسمیں بیعت والہام کی پوری اصلیت دکھائی گئی ہے - صاحبان سجادہ نشین و مریدان ارادت مند و اہل یقین ضرور اسکا مطالعہ فرماویں - زمانہ حال میں ملہموں کی بڑی کثرت ہو گئی ہے - سادہ لوح جو الہام کی اصلیت سے ناواقف ہیں دام تزویر میں آجاتے ہیں ایکدفعہ اسکا مطالعہ ضرور کریں ؛

قیمت فی جلد صرف چار آنے ہے ؛

درخواستیں بنام شیخ عبدالرحمن و ماسٹر عبدالرحمن جان المعروف بھنڈ خان دفتر مطبع شمس الاسلام امرتسر آنی چاہئیں -

(مطبوعہ مطبع روزنامہ ہمدرد امرتسر)

ضمیمہ اخبار وکیل امرتسر نمبر ۱۱ جلد ۱ مطبوعہ ۱۱ جون سنہ ۱۹۰۰ء

ما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحٰی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی مجھ پر درود بھیجے

جلاء العینین

من حدیث

سید الثقلین

صلعم

الصنادید کے ہاتھ سے ایک صاحب بلاغت اسکے حواس کی تعریف نہیں کر سکتا

اگر وہ ستودہ اشیاء کو خواص کی بار بار تعریف کرتا

وان یک بالغ اولی بما عودت کتابہ

ھدی خیر الھدی صلعم

تشنیع میں کیا

اغیوں سے
راگا کمپ
فواہیں ہیں
بعض

اہل اسلام اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ جسطرح ہمارے پیغمبر آخر الزمان سید نا و مولانا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت کے لحاظ سے روحانی امراض کے حکیم تھے۔ اسیطرح آپ جسمانی امراض کے لئے بھی مسیح الزمان اور رحمتہ للعالمین تھے۔ آپ کا دیدار فیض آثار مریضان صد سالہ کے لئے زندگی بخش تھا۔ آپ کے پائے مبارک کی خاک کے سامنے اکسیر گرد تھی۔ سبحان اللہ! جس نے آنکھ میں لگائی بینائی پائی۔ آنحضرت صلعم کے بہت سے نسخہ جات (دافع امراض جسمانی) جو بواسطہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان سے آیۂ رحمت کی طرح نزول ہوتے تھے اور اُنکا استعمال خود بنفس نفیس اور آپکے اہلبیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیا کرتے تھے۔ وہ نسخجات اکثر کتب احادیث میں مرفوعاً تحریر ہیں جنمیں سے ایک ترکیب سُرمہ کی بھی ہے۔ جس کو اعلام محدثین اور حفاظ شرع متین و ثقات صوفیہ متقین امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن موسے بن اسحاق بن موسے بن مہران الاصفہانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الشفاء فی الطب المسند عن المصطفٰے میں سالم و عبد الرحمن بن نعمان بن معبد بن موزۃ الانصاری و ابن عباس رض وغیرہ جلیل القدر اصحاب سے روایت کیا ہے کہ سرور کونین سید الثقلین حضرت محمد مصطفٰے صلعم کا معمول تھا کہ وہ خود بھی سرمہ کا استعمال فرماتے اور صحابہ کرام علیہم السلام کو بھی اسکے استعمال کی تاکید فرماتے۔ چونکہ سُرمہ جلاء العینین جمیع امراض چشم کے واسطے حسب الارشاد نبی اکرم رسول صلعم اکسیر بے نظیر سمجھا گیا ہے۔ علاوہ ازیں آنحضرت صلعم کا طریقہ مرضیہ بھی یہی ہے۔ لہٰذا عاشقان سنتِ خیر الانام و پیروانِ شرع اسلام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ سُرمہ جلاء العینین منگا کر خود بھی استعمال کریں اور اپنے اہل و عیال و اطفال و احباب کو بھی استعمال کرائیں۔

(۱) ابو عیسے محمد بن عیسے نے اپنی کتاب صحیح ترمذی[۱] میں۔ اور (۲) امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجۃ الربعی نے اپنی سنن ابن ماجہ[۲] میں اور (۳) امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث نے اپنی سنن ابو داؤد[۳] میں، اور (۴) شیخ الاسلام حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد الزرعی المعروف ابن قیم جوزی[۴] نے اپنی کتاب زاد المعاد فی ہدی خیر العباد میں آنحضرت صلعم سے چند حدیثیں اسبارہ میں روایت کی ہیں جن سے صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ سرور کائنات فخر موجودات رسالت پناہ حضرت محمد مصطفٰے صلعم اثمد کا استعمال فرمایا کرتے تھے کبھی آپ اسمیں مشک (مُشک) مخلوط فرماتے اور کبھی شحم وغیرہ میں جلا کر مختلف ادویہ سے ترکیب دیکر استعمال فرماتے۔ یہ نسخہ جمیع احادیث مرفوعہ سے اقتباس کر کے خالص اور عمدہ قیمتی مرکبات فرمودۂ نبی کریم صلعم سے بصرف زر کثیر و بمحنت شاقہ طیار کیا گیا ہے۔ جن کو ابو نعیم وغیرہ محدثین نے اپنی مسندوں میں مختلف طور پر روایت کیا ہے۔ چند سال سے اسکا تجربہ ہو رہا ہے جو جملہ امراض چشم مثلاً دُھند۔ غبار۔ جالا۔ پھولہ۔ ناخونہ۔ سبل۔ آشوب۔ سُرخی۔ موتیا وغیرہ۔ زخم چشم خشونت۔ شب کوری۔ بیاض چشم۔ رمد۔ میل کے لئے حکمی دوا ہے۔ آزمائش ضرور آزمائش

ع فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا۔ بلبل ہمیں کرشمہ گل شود بس است

امراض چشم کے لئے اس سے بہتر اور عمدہ سُرمہ نہیں دیکھا گیا۔ اہل اسلام کی نفع رسانی کو مدنظر رکھکر صدیہ فی تولہ صرف ایکروپیہ پیلا محصول ڈاک ہے جو فقط لاگت ہی لاگت ہے۔ تولہ سے کم روانہ نہیں ہو سکتا۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ بھیجا جائیگا۔

فرمائشیں بنام شیخ عبد الرحمن مالک مطبع شمس الاسلام امرتسر (پنجاب) آنی چاہئیں۔